

اُو لوگو کہ ہیں نور خدا پاؤ گے پو تمہیں طور تسلی کا بتایا ہم نے

رولوا اور

یعنی

دنیکے مذاہب پر

قبر

بابت ماہ نومبر ۱۹۰۶ء

جلد ۵

فہرست مضامین

ایک نیا معترض نمبر ۲۲۷-۲۲۷

وطن کا کذب صریح ۲۳۷-۲۴۰

رؤیا والہا ما حضرت مسیح موعود علیہ السلام
ما مثل ص ۲۰۲

اشاعت اسلام ۲۰۱-۲۱۰

بیان حقیقت کتاب الدنیا
والنبوة المحمدیہ ۲۱۱
۲۲۶

قادیان ضلع گورداسپور سے۔ ۲۰- نومبر ۱۹۰۶ء کو مینجر میگزین کے اہتمام سے شایع ہوا چند سالانہ

رؤیا والہامات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

۱۵۔ اکتوبر ۱۸۹۹ء۔ خواب میں دیکھا کہ کچھ زمانوں اور لکھتے لکھتے یہ الفاظ دیکھے۔ علم الدرامان ۲۲۳۔ علم عربی لفظ ہے اور درمان فارسی ہے۔ اس کے آگے ۲۲۳ کا ہندسہ ہے معلوم نہیں کہ اس سے کیا مراد ہے۔ ۱۶۔ اکتوبر ۱۸۹۹ء۔ بیٹے دیکھا کہ کسی کی موت قریب ہے یہ متعین نہ ہوا کہ کس کی موت آئی ہے۔ تب اس کشفی حالت میں ہی بیٹے دعا کی۔ الہام ہوا۔ ان المنا یا لا تطیش سہامہا۔ یعنی موتوں کے تیر خطا نہیں جاتے۔ تب بیٹے اسی کشفی حالت میں پھر دعا کی کہ اے خدا تو ہر چیز پر قادر ہے۔ تب الہام ہوا۔ ان المنا یا لا تطیش سہامہا۔ اس کے بعد یہ بھی الہام تھا۔ رسیدہ بود بلائے و بے یگر گذشت۔ میں نہیں کہہ سکتا کہ ہم سب میں سے کس کے حق میں ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔ ۲۳۔ اکتوبر ۱۸۹۹ء۔ انا نریک بعض الذی انعدہم۔ نزیل عمک۔ ترجمہ ہم تجھے بعض وہ امور دکھادیں گے جو مخالفوں کی نسبت ہمارا وعدہ ہے اور تیری عمر زیادہ کریں گے۔ ۲۰۔ اکتوبر ۱۸۹۹ء۔ کتاب حقیقۃ الوحی کے انطباع اور طبکاری میں جو بہت سا خرچ ہوا ہے اور ہونے والا ہے۔ اس کے متعلق خیال تھا تو الہام ہوا۔ یا تیلک من کل فج عیمق۔ یا تون من کل فج عیمق۔ یا تیلک رجال نوحی الیہم من السماء ترجمہ ہر ایک دور کی راہ سے لوگ تیرے پاس آئیں گے اور ہر ایک دور کی راہ سے تیرے پاس تحائف لائیں گے تیرے پاس وہ لوگ تحائف لائیں گے جن کو ہم آسمان سے وحی کریں گے۔ ایک پورا الہام قریب پچیس سال کا۔ شخصے پاسے من بوسیدہ من گفت کہ سنگ اسود منہم۔ ۳۱۔ اکتوبر ۱۸۹۹ء۔ بنصرکم اللہ فی دینہم۔ ترجمہ۔ خدا اپنے دین میں تمہاری مدد کرے گا۔ ۲۔ نومبر ۱۸۹۹ء۔ بیٹے دیکھا کہ رات کے وقت میں ایک جگہ بیٹھا ہوں۔ اور ایک شخص میرے پاس ہے تب بیٹے آسمان کی طرف دیکھا۔ تو مجھے نظر آیا کہ بہت سے ستارے آسمان پر ایک جگہ جمع ہیں۔ تب بیٹے ان ستاروں کو دیکھ کر اور انہیں کی طرف اشارہ کر کے کہا آسمانی بادشاہت۔ پھر معلوم ہوا کہ کوئی شخص دروازہ پر پہنچا۔ اور کھٹکھٹاتا ہے۔ جب بیٹے دروازہ کھولا تو معلوم ہوا کہ ایک سوداگر ہے جس کا نام میرا بخش ہے اس نے مجھ سے مصافحہ کیا۔ اور اندر آگیا۔ اس کے ساتھ بھی ایک شخص ہے۔ مگر اس نے مصافحہ نہیں کیا اور نہ وہ اندر آیا۔ اس کی تعبیر بیٹے یہ کی کہ آسمانی بادشاہت سے مراد ہمارے سلسلہ کے برگزیدہ لوگ ہیں۔ جنکو خدا زمین پر پھیلا دیگا۔ اور دیوانہ سے مراد کوئی متکبر مغرور متمول یا تعصب کی وجہ سے کوئی دیوانہ ہے۔ خدا اس کو توفیق بیعت دیگا۔ اور پھر الہام ہوا۔ لا تخف از اللہ معنا۔ گویا میں کسی دوسرے کو تسلی دیتا ہوں کہ تو مت ڈر بے شک خدا ہمارے ساتھ ہے۔ ۶۔ نومبر ۱۸۹۹ء۔ آج رات لنگ خانہ کے اخراجات کی نسبت میں قریباً ۱۲ سو روپے رات کے اپنے گھر کے لوگوں سے بات کر رہا تھا کہ اب خرچ ماہواری لنگر خانہ کا پندرہ سو سے بھی بڑھ گیا ہے کیا فرمائے۔ میں نے پھر خیال آیا کہ قرعہ لینے سے کیا فائدہ کیونکہ دو ہزار روپیہ

۲۴ یعنی موتوں کے تیر بھی خطا نہیں جاتے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْکَرِیْمِ

اشاعت اسلام

جس غرض کو عنوان میں ظاہر کیا گیا ہے وہ اہم ترین اغراض ہے جس کے لیے ہم نے اس رسالہ کو انگریزی اور اردو میں شائع کرنا شروع کیا تھا اور الحمد للہ اب چار سال کے تجربہ کے بعد ہم یہ کہنے کے قابل ہیں کہ یہ ایک نہایت ہی مبارک کام تھا جو شروع کیا گیا۔ ابھی یہ رسالہ عمر کے لحاظ سے محض ایک بچہ ہے مگر اس اپنی نفوڑی سی عمر میں ہی جو شہرت اور نیکی نامی اس نے حاصل کی ہے اور جس قدر ضرورت اسکی محسوس ہو رہی ہے اسکا میں نہایت ہی مختصر سا نقشہ پیش کر کے اُن مسلمانوں کو جنکے دلوں میں اسلام کی کچھ بھی محبت ہے توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ وہ ان فوائد کے حاصل کرنے میں اور دوسروں تک پہنچانے میں جو اس رسالہ کے ذریعہ حاصل ہوتے اور پہنچتے ہیں اس موقع کی غنیمت سمجھیں۔ اول اس امر کا ظاہر کرنا ضروری ہے کہ کون کون امور اس رسالہ کے اجرائے محرک ہوئے۔ سو سب سے پہلا محرک اس کے اجراء کا

حفاظت اسلام

کا خیال تھا۔ اسوقت ہندوستان میں اسلام پر طرح طرح کے حملے ہو رہے ہیں اور اسکی نیست و نابود کرنے اور صفحہ دنیا سے مٹانے کی کوششیں کی جا رہی ہیں۔ ان کوششوں کے لحاظ سے یہ زمانہ بعینہ زمانہ نبوی علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کے مشابہ ہے۔ فرق صرف یہ ہے کہ اسوقت تلوار کے ذریعہ اسلام کو نیست و نابود کرنیکی کوششیں کی جاتی تھیں۔ اب قلم کے ذریعہ ہی کوششیں کی جا رہی ہیں۔ جوش جیسا اسوقت تھا ویسا ہی اسوقت ہے ہاں دائرہ مخالفت اور بھئی وسیع ہو گیا ہے۔ پس طرح اس ابتدائی زمانہ میں نابینا مخالفوں نے اسلام کو نہایت ہی کمزور سمجھ کر یہ چاہا تھا کہ اسکو نیست و نابود کر دیں اور یہ خیال کیا گیا تھا کہ انکی زبردست تلواروں کے سامنے اسلام کی کچھ بھی حقیقت نہیں۔ ایسا ہی مخالفین اسلام نے یہ خیال کیا ہے کہ ان کے ہاتھ میں ہزار ہا سامان اشاعت کفریات اور اعتراضات کے موجود ہیں۔ سیکڑوں رسالے جاری ہیں۔ میٹار مشینیں قائم شدہ ہیں۔ اور طرح طرح کے ذرائع پیچھے ہسپتال اور سکول اور کالج انکے ہاتھ میں ہیں جن کے ذریعے وہ اسلام کا نام صفحہ دنیا سے مٹا سکتے ہیں۔ اور ظاہر نظر نہیں آگودیکھا جائے تو ہی سچ ہے۔

سامان جو اسلام کو ہلاک کرنے کے لیے اکٹھے کیے گئے ہیں اس قدر بڑے معلوم ہوتے ہیں کہ ظاہر طور پر کوئی صورت اسلام کے بچاؤ کی معلوم نہیں ہوتی مگر یاد رکھو کہ طرح اُس ابتدائی زمانہ میں اللہ تعالیٰ نے محض اعجازی طور پر اسلام کو بچایا اور مخالفین کی زبردست تلواروں کو توڑ کر دکھایا اسی طرح اب بھی وہ اعجازی طور سے ہی اسلام کی حفاظت کریگا اور مخالفین کی قلموں کے زرد کو توڑ کر دکھائیگا اور ان کے تمام سامان جن کو وہ اسلام کو نیست نابود کرنے کے لیے جمع کر رہے ہیں وہ اسلام کی تباہی نہیں اسلام کی عزت اور عظمت کے ظاہر ہو نیکا ذریعہ بن جائیں گے۔ پس اہل اسلام جس صورت میں تمھارے سامنے وہ ابتدائی نقشہ اعجازی حفاظت اسلام کا موجود ہے جسے اسلام بالکل بے سرو مان تھا اور مخالفین کے ہاتھوں میں ہر طرح کی طاقت تھی۔ تمھیں ایک دم کے لیے بھی تہ خیال نہ کرنا چاہیے کہ جو سامان قلم اب اسلام کے خلاف جمع کیے جا رہے ہیں وہ اسلام کو کچھ نقصان پہنچا سکتے ہیں ہاں تم کو دیکھنا چاہیے کہ

اس وقت تمھارا کیا فرض ہے۔

سو یاد رکھو کہ اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں فرماتا ہے کہ جس قسم کے سامان تمھارے خلاف کیے جائیں اسی قسم کے سامان تم بھی کرو اور اپنی کوششیں اور ہمتیں صرف کرو پھر اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ وہ تمھاری مدد کرے گا۔ پس اس وقت تمھارے مخالفوں نے اسلام کے نیست و نابود کرنے کے لیے تلوار ہاتھ میں نہیں پکڑی کہ تمھارے دلوں میں بھی کبھی تلوار کا خیال گزرے یا یہ انتظار ہو کہ اسلام تلوار کے ذریعے غالب ہو گا۔ یہ خیالات غلط ہیں اس وقت تمھیں بھی قلم اٹھانی چاہیے اور اپنے مال اس ماہ میں خرچ کرنے چاہیے اور جو دس پادری لوگ پھیلا ہیں انکا ازالہ کرنا چاہیے۔ کیا یہ تعجب کی بات نہیں کہ ملکی حقوق کی حفاظت کے لیے تو اردو میں چھوڑا انگریزی میں بھی ہر ہر صوبہ ہند میں مسلمانوں کے اخبار جاری ہوں مگر مذہب کی حفاظت کے لیے کل ہندوستان میں ایک بھی پرچہ انگریزی زبان میں موجود نہ ہو حالانکہ ہی وہ زبان ہے جس میں آج کل اسلام ہر طرح طرح کے حملے کیے جاتے ہیں اور اسلام کے متعلق طرح طرح کے دس دس دلوں میں پیدا کیے جاتے ہیں۔ ہم ان لوگوں کے پایہ کو تو کمان پہنچا سکتے ہیں جنہوں نے اپنے اس پاک دین کی حفاظت کے لیے اپنے مالوں اور ملکوں۔ اپنے اعزہ اور اقربا۔ اپنی پیاری وطن کو چھوڑا نہیں بلکہ اپنی پیاری جانوں کو بھی فدا کیا۔ اور شہید ہوئے اور اس بات کی کچھ پروا نہ کی کہ وہ قتل کیے جائیں گے۔ مگر کیا ان اسلام کے سچے جہاں نثاروں کے اقتدار میں ہم یہ بھی نہیں کر سکتے کہ اس وقت اور زمانہ کی ضرورت کے مطابق اپنے مالوں کا ایک حصہ حفاظت اسلام کے لیے خرچ کریں اور ان اعتراضات کے دور کرنے میں اپنی پوری ہمت اور کوشش صرف کریں + جنکے ذریعے اس پاک مذہب کو بدنام کیا جا رہا ہے اور اسکا منور چہرہ طرح طرح کی ظلمتوں کے نیچے چھپا دیا گیا ہے۔ یہی خیال پسند محرم اس امر کا تھا کہ انگریزی زبان میں

قد جاء الدالین من النصرة ثم سيجود من النصرة - المام حضرت امام الزمان -

ایک اعلیٰ پایہ کا رسالہ جاری کیا جائے اور اسی غرض سے ۱۹۷۲ء میں رسالہ ریویو آف ملیجنز کی بنیاد رکھی گئی۔ ایک دوسرا محرک اس امر کا یہ ہوا کہ ہزار ہا نوجوان مسلمان جو انگریزی تعلیم حاصل کرتے ہیں اس تعلیم کے بعض زہریلے اثرات سے متاثر ہو کر اور اسلام کے اصول حقہ سے ناواقف ہو نیکی وجہ سے دین اور مذہب کے تعلق ہو جاتے ہیں۔ اس کے علل جن کے لیے یہ نہایت ضروری تھا کہ

اسلام کے اصول حقہ کا سچا فلسفہ

بیان کیا جائے اور ان نوجوانوں کو اس بات سے آگاہ کیا جائے کہ ایک اسلام ہی وہ مذہب ہے جس کے اصول فطرت انسانی کے مطابق اور لا تبدیل ہیں اور ان اصول میں کوئی ایسی بات نہیں پائی جاتی جو واقعی طور پر محل اعتراض ہو۔ اس میں کوئی شبہ نہیں ہو سکتا کہ مغربی تعلیم اور مغربی تہذیب مادی تعلیم اور تہذیب میں اور اپنے دہریت کا اثر غالب ہے۔ خود عیسائی ممالک میں اس تعلیم کے اثر سے ہزاروں نہیں لاکھوں انسان مذہب عیسوی کے عقاید کو کھلم کھلا خیر باد کہہ چکے ہیں۔ اصل بات یہ ہے کہ عیسائی مذہب جو اپنی کمزوریوں اور غلطیوں کے تعلیم کی روشنی کا مقابلہ نہیں کر سکا۔ اور جوں جوں عیسائی مذہب کی اصلیت سے لوگ واقف ہوتے گئے وہ اس سے بیزار ہوتے گئے۔ اور اور کسی مذہب کا صحیح علم انکو دیا نہیں گیا۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ مغربی لوگ دہریت کے اثر سے زیادہ تر متاثر ہو گئے اور انکی تعلیم اور تہذیب پر بھی آخر کار دہریت کا رنگ غالب آگیا۔ اب وہی تعلیم اپنے اس زہریلے اثر کے ساتھ ہندوستان میں آئی اور چونکہ مسلمان نو تعلیم یافتہ گروہ کے حصہ میں ہی تعلیم آئی اور اپنے دین سے بالکل بیخبر رہے اور ضرور ہے کہ اسی طرح بے خبر رہیں جتنا کہ مسلمان اس بارہ میں خاص کوشش نہ کریں اس لیے اپنے مذہب کے اصول حقہ سے ناواقف ہو نیکی وجہ سے وہ بھی اسی ہوا سے متاثر ہو گئے جس کا ثبوت اس گروہ کے آئے دن کی تحریروں اور تقریروں اور تجویزوں میں ملتا ہے۔ غرض کہ عیسائی مذہب کے نوعیاتی لوگ اس لیے بیزار ہو گئے کہ وہ اس کی اصل حقیقت کو سمجھ گئے اور جہالت دور ہو گئی اور اسلام کے متعلق نو تعلیم یافتہ مسلمان اس لیے متزلزل ہو رہے ہیں کہ وہ دین اسلام سے ناواقف ہیں اس کا ادنیٰ ثبوت اس بات سے بھی ملتا ہے کہ مغرب میں تو اسی زمانہ میں ہزار ہا کتابیں عیسائی دین پر لکھی جانیکے بعد عیسائیت کے بیزاری پیدا ہوئی ہے۔ اور مسلمانوں کا یہ حال ہے کہ عربی زبان سے تو ناواقف ہیں اور انگریزی جس میں وہ کمال پیدا کر رہی ہیں اس کا یہ حال ہے کہ ایک بھی تصنیف کسی مسلمان کی ایسی نہیں کہ جس سے اسلامی واقفیت کا پتہ لگے بلکہ اس زبان میں جس قدر کتابیں اسلام پر ہیں وہ عموماً عیسائیوں کی ہی ہیں جنہوں نے اسلام کو بگاڑ کر پیش کیا ہے اور ہمارے مسلمان نوجوانوں کی سازی تحقیق انہی کتابوں پر مبنی ہے پس ضرور تھا کہ وہ ٹھوکر کھاتے اگر یہ لوگ بطور خود کافی تحقیق کے بعد اور اسلام کے اصول کو اچھی طرح سمجھ لینے کے بعد ان خیالات کا اظہار کرتے

جن کو وہ محض نادانیت کی حالت میں ظاہر کر رہے ہیں تو اور صورت تھی مگر موجودہ صورت میں جب قرآن شریف کے ترجموں تک کے لیے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اصل حالات کے جاننے تک کے لیے صرف عیسائی صاحبان کی تحریروں پر سارا ماس ہے۔ یہ صاف نظر آتا ہے کہ سخت ضرورت ہے اس بات کی کہ ایک عظیم الشان علمی ذخیرہ اسلام کے متعلق زبان انگریزی میں ہم پہنچایا جائے اور یہ دکھایا جائے کہ اسلام کے اصول پر کسی طرح اعتراض نہیں ہو سکتا اور کہ وہ مادی اور دہریت کی تندہوا جس نے عیسائی مذہب کو جڑھوں سے اکھاڑ دیا ہے اسلام کا کچھ بھی بگاڑ نہیں سکتی بلکہ اسلام کے پاک اصول کی صداقت اور بھی اس سے واضح ہوتی ہے مگر جیسا کہ ابتدا میں ذکر کیا گیا ہے اہم غرض اس رسالہ کے اجراء کی

اشاعت اسلام

تھی اور ہے۔ اشاعت اسلام کے مفہوم میں اصل میں تو وہی دونوں باتیں شامل ہیں جن کا ذکر اوپر ہوا یعنی جس قدر حملے یا اعتراض اسلام پر کیے جاتے ہیں ان کا جواب دینا اور اسلام کے اصول حقہ کا صحیح فلسفہ بیان کرنا مگر اس غرض کے حصول کے لیے ضروری تھا کہ طریق اور اختیار کیا جاتا۔ کیونکہ ہندوستان میں امید کی جاسکتی ہے کہ مسلمان اس محبت کی وجہ سے جو انکو اپنے مذہب سے ہے ایسے رسالوں کی خریداری کو تمام کونکا دینیہ عقول اور مدلل طور پر کرتے ہیں کوئی بار نہیں سمجھیں گے بلکہ خوشی سے اس کام میں مدد دیں گے طالب علم کے لیے جن کی حالت کی اصلاح اس سال کے دوسرے مقصد میں مد نظر تھی یہ رعایت کی گئی کہ رسالہ انکو نصف قیمت پر دیا جائے چنانچہ ابھی تک ایسا ہی کیا جاتا ہے اور انگریزی رسالہ صرف دو روپیہ سالانہ پر اور اردو رسالہ ایک روپیہ سالانہ پر انکو دیا جاتا ہے۔ مگر غیر اسلامی بلاد جیسے یورپ اور امریکہ میں اشاعت اسلام کے مقصد کو پورا کرنے کے لیے یہ امید رکھنا کہ وہاں خریدار پیدا ہوں غلط خیال ہے۔ اور چونکہ بڑی غرض اس رسالہ کی غیر اقوام میں حقیقی اسلام کی چہرہ نمائی تھی اس لیے ابتدا سے ہی یہ خیال کر لیا گیا تھا کہ ایک بڑا حصہ رسالے کا مفت ان بلاد میں بھیجنا ضروری ہوگا کیونکہ ایک تو مغربی اقوام اس وقت امور دنیا میں ایسے منہمک ہیں کہ انکی توجہ کو دنیا کی طرف پھیرنا ایک سخت مشکل امر ہے اور پھر جب وہ مذہب بھی ایسا ہو جس سے انکو کوئی دلچسپی نہیں اور جس کے متعلق غلط خیالات انکے دلوں میں بچپن سے ہی جملائے گئے ہیں تو اس صورت میں یہ امید رکھنا کہ اس مذہب کے متعلق اصل تعلیم کے حامل کرنیکے لیے وہ روپیہ بھی خرچ کریں فضول ہے۔ چنانچہ اسی خیال کی تائید بعد میں بتاتے ان خطوط سے ہو گئی جو مفت سلسلہ کے اجراء کے بعد موصول ہوئے۔ جیسا کہ آگے ان خطوط کے مطالعہ سے معلوم ہوگا۔ پس اس چار سال تجربہ سے اور اس خط و کتابت سے یہ امر متیقن ہو چکا ہے کہ غیر اسلامی بلاد میں اشاعت اسلام کی صورت صرف یہی ہے کہ اصول اسلام کو ایسے طور پر بیان کیا جائے جو مغربی لوگوں کی مذاق اور

ان کے طریق استدلال کے مطابق ہو اور پھر ان تحریرات کو حتی الوسع عام طور پر اور مفت شائع کیا جاوے۔ ریویو آف ملہنز نے کمانک امراول میں کامیابی حاصل کی ہے اس کے لیے صرف چن ایک ایسے خطوط کا ترجمہ پیش کیا جاتا ہے جو وقتاً فوقتاً آتے رہے کل خطوط کے لیے اسکا گنجائش نہیں۔ امر دویم میں بھی ایک حد تک کامیابی اس رسالہ کو خدا کے فضل سے حاصل ہو چکی ہے لیکن اب ضرورت ہے اس بات کی کہ مسلمان جن کے دلوں میں کچھ بھی محبت ہے اور جو یہ چاہتے ہیں کہ وہ اسلام پاک جھنڈا ساری دنیا میں لہراتا ہوا دیکھیں اور اللہ اکبر کی آوازیں ساری دنیا میں بلند ہوں انکے لیے لازم ہے کہ اب اس طرف توجہ کریں مفت اشاعت کی تجویز ابتدا میں یہ کی گئی تھی کہ ہم نے اپنے احباب سے یہ درخواست کی کہ وہ اپنے اپنے خرچ پر ایک ایک دو دو چار چار دس دس بیس بیس رسالے باہر بھجوائیں چنانچہ بہت سے احباب نے توجہ کی جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ہم کئی سو رسالے تین چار سال سے برابر باہر بھیجتے ہیں اور اب بفضل خدا بعض نہایت لطیف کتابیں بھی طبع کر دے اگر اسی طرح باہر بھیجنے کا ارادہ ہے۔ اگر وہ مسلمان جنہوں نے اب تک اس طرف توجہ نہیں کی ان شہادتوں کو جن کا ذکر آگے ہوتا ہے پڑھنے کے بعد اس بات کو سمجھ لیں کہ جس طریق سے ہم نے اشاعت اسلام کے کام کو شروع کیا ہے اس میں بڑی بڑی کامیابیوں کی امید ہے تو مشکل نہیں کہ ہم اس قابل ہو جاویں کہ یورپ اور امریکہ کے ہر ایک کتب خانے اور ہر ایک ریڈنگ روم اور ہر ایک سکول اور کالج میں اس رسالہ کا ایک پرچہ جایا کئے اور اسی طرح چند ہی سال کے عرصہ میں ایک عظیم الشان تبدیلی پیدا ہو سکتی ہے۔ ہم تو یقین رکھتے ہیں کہ ضرور ایسا ہی ہو گا مگر خوش قسمت ہیں وہ لوگ جن کے مال اس راہ میں خرچ ہوں یہ دقتیں، مگر سوتوں کو جگانا خدا کے ہاتھ میں ہی ہے اور ہم اسی سے دعا کرتے ہیں کہ وہ اشاعت اسلام کی محبت سب مسلمانوں کے دلوں میں ڈالے۔ یورپ اور امریکہ میں صد ہا دل قبولیت اسلام کے لیے تیار ہیں مگر یہ ہمارا فرض ہے کہ سچے اسلام کا نقشہ انکے سامنے پیش کر کے ان کے دلوں کو مسخر کریں۔ پیاسے موجود ہیں مگر پانی پہنچانا ان لوگوں کا فرض ہے جن کے پاس یہ پانی ہے۔ ذیل میں وہ خطوط نقل کیے جاتے ہیں۔

مسٹر محمد الگزند رسل دب امریکہ

ان کے نام نامی ہے ہندوستان کے کل مسلمان واقف ہیں۔ ایک عرصہ تک وہ خود ایک اسلامی رسالہ نکالتے رہے اور اب بھی اس رسالہ کے ذریعہ اور بطور خود اشاعت اسلام کے کام میں مصروف ہیں (پہلا خط۔) ”آج مجھے ریویو کے جن کے پرچہ کی تین کاپیاں پہنچیں۔ میں اسکو بہت پسند کرتا ہوں میری رائے ہے کہ یہ پرچہ ہر ایک ایسے شخص کے ہاتھ میں ہونا چاہیے جو کچھ بھی اپنی قوت متفکرہ سے کام لے سکتا ہے۔ ہر ایک نیک مزاج اور انصاف پسند آدمی جو اس کو پڑھے گا وہ ضرور اس سے اخلاقی اور روحانی فائدہ حاصل کرے گا“

میں یقین کرتا ہوں کہ یہ رسالہ دنیا میں مذہبی خیال کو ایک خاص صورت دینے کے لیے ایک نہایت زبردست طاقت ہوگی اور یہ بھی یقین کرتا ہوں کہ آخر کار یہی رسالہ ان روکوں کو دور کر نیکو ذریعہ ہوگا جو جہالت سے سچائی کی راہ میں ڈالی گئی ہیں۔ اور اس طرح ہر صداقت کو اپنی شاندار روشنی کے ساتھ دنیا کے سامنے چمکا کر دکھلائے گا۔

دوسرا خط۔ میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ مجھے اس بات سے بہت ہی خوشی حاصل ہوتی ہے کہ اشاعت اسلام کے لیے کوئی خدمت خواہ وہ چھوٹی ہی کیوں نہ ہو کر سکوں۔ اور اس لیے مجھے آپ کا کام کہ نیسے خوشی حاصل ہوتی ہے جو کہ آپ مجھ کو بھیجتے ہیں وہ میں پڑھنے کے لیے ایسے لوگوں کو دیتا رہا ہوں جنہوں نے اس میں دلچسپی ظاہر کی۔ اور جب اور زائد کہلیاں مجھے بھیجی جاتی تھیں تو میں وہ تقسیم کر دیتا تھا کہ تا شلیج ہو کر وہ نیک اثر پیدا کریں۔ ایسی کئی مثالیں میرے علم میں ہیں جہاں ان رسالوں نے طلب حق اور تحقیق کی روح پیدا کر دی ہے مگر مجھے یہ علم نہیں کہ کوئی چندہ دینے والے خریدار بھی پیدا ہوئے ہیں یا نہیں اس ملک کے لوگ عجیب ہیں جن چیزوں سے انہیں جسمانی آسائش اور خوشی حاصل ہو اور انکی عزت و سوسائٹی میں بڑھے اس کے لیے تو وہ بیدار بننے پر یہ خرچ کرتے ہیں۔ سوسائٹی میں معزز بننے کی خواہش یا جنون یورپ سے بڑھ کر امریکہ میں موجود ہے۔ کیونکہ یہاں آسانی سے روپیہ خرچ کر کے عزت حاصل ہو سکتی ہے۔ یہ ایک بڑی بھاری روک ہے جس سے مجھے مقابلہ کرنا پڑتا ہے۔ ہزار ہا لوگ امریکہ میں آج موجود ہیں آج اپنے اسلام کا انکار کر دیں اگر انکو یہ ڈر نہ ہو کہ وہ سوسائٹی سے خارج کر دیئے جائیں گے۔ آپ کہیں گے کہ یہ تو اس بات کی علامت ہے کہ وہ اسلام کو اچھی طرح سمجھے نہیں اور اسلام کو سچا مذہب جاننے کے دعوے میں وہ سچے نہیں۔ مگر بالکل ہی وجہ اس کی نہیں۔ اسکی وجہ یہ ہے کہ انکی خود غرضی اور اخلاقی بزدلی انکے کائنات کی تحریک پر غالب ہیں۔ ایک دفعہ میں نے اپنے ایک دوست کو آپ کے میگزین کی خریداری کیلئے ترغیب دی، بجاواب اس نے کہا کہ میں تو خوشی سے اس بات کے لیے تیار ہوں مگر تم جانتے ہو کہ میری بیوی میتھوڈسٹ چرچ کی سرگرم ممبر ہے اور اگر میرے گھر میں میگزین ہوگا تو اس سے خانگی جھگڑا پیدا ہوگا۔ ایک اور امر یہ بھی ہے کہ ان لوگوں کی طبیعتیں اسکی میز پر اپنے پادریوں کے ہاتھ میں وہ ہر طرح سے روپیہ پینے کے لیے تیار ہوتے ہیں۔ اور انکو یقین ہوتا ہے کہ اس روپیہ کا انکو فواب ہوگا۔ اور جب انکو عیسائیت کے خلاف کسی پرچہ کی خریداری کی طرف متوجہ کیا جاتا ہے تو وہ ڈرتے ہیں کہ گویا انکو دھوکہ دیا کہ انکار روپیہ لینے کی کوشش کی جاتی ہے جب میں اپنا خوبصورت اور قیمتی پرچہ مسلم درلود چھاپا کرتا تھا جو گیارہ سال کی بات ہے تو اسے قیمتاً خریدنے والے لوگ امریکہ میں بہت ہی تھوڑے تھے۔ وہ اسے ایک مشنری یعنی تبلیغ دین کا سلسلہ سمجھ کر خواہش کرتے تھے کہ مفت انکو دیا جاوے اور مجبوراً مجھے ایسا ہی کرنا پڑتا تھا۔

تیسرا خط۔ میں یہ بڑی خواہش رکھتا ہوں کہ روپیہ آفینا لجز اس ملک کے ہزار ہا عیسائیوں کے ہاتھ میں ہو۔ کیونکہ یہ ایک نہایت عظیم الشان کام کر رہا ہے اور صداقت کی روشنی دنیا میں پھیل رہا ہے۔ میں اسکو نہایت دلچسپی کے

ساتھ پڑھتا ہوں کیونکہ یہ سچے اسلام کو پیش کرتا ہے اور وہ غلط خیالات ہمارے پاک مذہب کے متعلق اس میں نہیں ہوتے جسکے پیچھے بہت سے برائے نام مسلمان چل رہے ہیں۔ میں اس بات کو محسوس کرتا ہوں کہ یہ آخر کار مستمر بالشان تبلیغ اس ملک میں پیدا کر کے دکھائیگا۔ اور اس لیے میں جہاں تک میری طاقت ہے اس کوشش میں لگا رہتا ہوں کہ یہ رسالہ ان لوگوں تک پہنچ جائے جو کشادہ دل رکھتے ہیں اور سچے دل سے صداقت کی تلاش کرتے ہیں۔“

شیخ عبدالعزیز کو لیم۔ لورپول۔ (ملک انگلستان کے شیخ الاسلام)

دریں ہمیشہ ریویو آف ریلیجنز کو پڑھکر محفوظ ہوتا ہوں۔ اور اسے اپنے پاک مذہب کی تائید میں نہایت ہی مفید تصانیف میں سے جانتا ہوں۔“

کونٹ مالسٹائے۔ روس (جو عیسائی ہے اور دنیا کے مشہور ترین زندہ مضمون نویس ہے)
”مذہب کے پرچے میں مجھے دو مضمون بہت ہی پسند آئے۔ یعنی ”گناہ سے آزادی کیونکر حاصل ہو سکتی ہے“ اور ”آئندہ زندگی“ خصوصاً موخر الذکر۔ جو خیال ان مضامین میں ظاہر کیا گیا ہے وہ نہایت فاضلانہ اور نہایت صحیح ہے۔“
ایم ایچ ہوٹسما

(یہ فاضل پروفیسر لینڈ کی ایک یونیورسٹی کے پروفیسر ہیں اور اسلام کا نیا اسکول پیڈیا جو یورپ کے مشہور فاضلانہ علوم شرقی کے اہتمام سے شائع ہوتا ہے وہ سب انہی کی زیر نگرانی ہو گا یعنی اس کے ایڈیٹر انچیف ہی ہیں)
”ریویو آف ریلیجنز کی چوتھی جلد کے لیے جو آپ نے مجھے بھیجی ہے میں خلوص دل سے آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ اس کے مضامین مجھے نہایت ہی دلچسپ معلوم ہوتے ہیں۔“

اسے جی ٹانگیو۔ لنڈن

”دریں ریویو آف ریلیجنز کے پیچھے کا شکریہ کے ساتھ اقرار کرتا ہوں۔ جو شخص اسلام کے متعلق صحیح علم حاصل کرنا چاہتا ہے اس کے لیے وہ نہایت ہی مفید ہیں کیونکہ وہ ایسے امور پر بہت روشنی ڈالتے ہیں جن سے ہمیں اب تک مغرب میں کچھ بھی واقفیت نہیں۔ مجھے یہ معلوم ہوتا ہے کہ مغرب میں ہمیں اس بات کا کہ اسلام اور اسکی تعلیم کیا ہے صحیح علم کچھ بھی نہیں آپ کی اور آپ کے رسالہ کی کوششیں ایک بڑی بھاری ضرورت کو پورا کرتی ہیں اور میں یہ دعا کرتا ہوں کہ آپ کو اس مقصد میں کامیابی ہو اور آپ اور آپ کے کام پر خدا کی برکتیں ہوں۔“

مسٹر ایڈیسن۔ مارنٹھمبر لینڈ

”میں آپ کا ریویو آف ریلیجنز پیچھے کے لیے بہت ہی شکریہ ادا کرتی ہوں یہ ایک نہایت فاضلانہ رسالہ ہے۔ اور میں اسے پڑھکر بہت خوش ہوتی ہوں کیونکہ اس کے مضامین بالکل نئے اور ایکنے معمولی طرز سے لکھے ہوئے ہوتے ہیں۔ میں خود بہت سالوں تک اخبار نویس کا کام کرتی رہی ہوں اور میں ہر ایک مذہب میں عمیق

چیز جو اس کی قدر کرنا جانتی ہوں میں آپ کے لمہ پیغمبر کی تحریروں اور نصائح کی بڑی مداح ہوں۔ آپ نے سود پر جو مہنہ لکھا ہے اس سے میرا بالکل اتفاق ہے اور یہ جو آپ نے لکھا ہے کہ عیسائی مذہب بالکل زمین پر جھک گیا ہے۔ بت سچی بات ہے۔ میں چاہتی ہوں کہ آپ اپنے قابل قدر پرچہ میں ان ظلموں کا ذکر کریں جو انگلستان میں بے زبان جانوروں اور پرندوں پر کھیلوں میں کیے جاتے ہیں۔“

ڈاکٹر وان ڈنبرگ۔ امریکہ

”میں آپ کی مہربانی سے ریویو آف ریلیجنز کی کئی کاپیاں مجھے پہنچی ہیں۔ جس کے لیے میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ میری بڑی مدت سے یہ خواہش تھی کہ اسلام کے متعلق صحیح باتیں معلوم ہوں جو مسلمانوں کی طرف سے ہوں اور میں نے ریویو کے مختلف نمبروں کو بہت ہی دلچسپی سے پڑھا ہے۔“

بنجمن جڈکنز۔ سین ڈاگلو۔ کیلیفورنیا

”مجھے ریویو آف ریلیجنز کا پیکٹ ۱۴۔ جنوری ۱۹۰۷ء کو پہنچا۔ میں بہت خوش ہونگا کہ مجھے اسلام کے متعلق ایسے رسالے پہنچتے رہیں جن کا بھیجنا آپ مناسب سمجھیں۔ میں کوئی وجہ نہیں دیکھتا کہ کیوں صلح اطمینان اور آسائش زمین پر اسلام کی تعلیم پھیلنے سے نہ بڑھ جائیگی۔“

جعفر مارٹیر۔ انگلستان

”میں آپ کی اس مہربانی کا بہت ہی شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ نے ریویو آف ریلیجنز کی کاپیاں مجھے بھیجیں جسے بہت ہی مفید اور نہایت دلچسپ تعلیم حاصل ہوتی ہے۔ اور میں نہایت خوش ہونگا اگر جیسا کہ آپ نے لکھا ہے اسکی کاپیاں مجھے پہنچتی رہیں۔ میں نے آپ کی چٹھی شیخ عبدالسد کو لیم کو دکھائی تھی۔ جنہوں نے یہ تجویز کی کہ یہ رسالے اسلامی کتب خانہ میں محفوظ کیے جائیں۔ میں آپ کے دلائل کی سادگی کی نہایت ہی تعریف کرتا ہوں۔“

یہی الناصر پارکنسن

”میں ریویو آف ریلیجنز کی کاپیوں کے لیے جو آپ نے مہربانی کر کے بھیجی ہیں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں گذشتہ سال میں ریویو آف ریلیجنز کے پورے میں لیورڈ کی کمپنی سے لیتا رہا ہوں اور انکو پڑھ کر میں بہت ہی خوش ہوتا ہوں۔ آپ ایک نیکی کا کام کر رہے ہیں۔ اور میں دعا کرتا ہوں کہ آپ کے کامیابی ہو۔“

این سٹیفن۔ لورپول

”در اول میں آپ کا شکریہ ریویو آف ریلیجنز کے نمبروں کے لیے کرتا ہوں جو آپ نے مہربانی کر کے مجھے بھیجے ہیں۔ میں نے انکو بڑی خوشی اور دلچسپی سے پڑھا ہے۔ اور ابھی پھر فرصت نکال کر دوبارہ غور سے ان کو پڑھوں گا۔“

رابرٹ شینلی - مانچسٹر

”مجھے آپ کا خط پہنچا لیکن ابھی تک رسالہ کا کوئی نمبر نہیں پہنچا۔ مجھے اس بات کے دیکھنے سے بہت خوشی ہوگی کہ اسلام اس ملک میں اور دوسرے ممالک میں بہت ترقی کرے کیونکہ یہ تمام مذاہب کے افضل ہے۔“

مس رچرڈس

”جنوری کا ریویو آف ریلیجنز مجھے پہنچا۔ میں نے اسکی چند کاپیاں بعض دوستوں کو بھیج دی ہیں جنکو میں جانتی ہوں کہ وہ اسے دلچسپی سے پڑھیں گے۔ یہ ایک نئی چیز ہے کیونکہ اس سے انکا علم بڑھتا ہے جیسا کہ میرا علم بھی بڑھتا ہے۔ میں خوشی سے اسکو دوسروں تک پہنچاتی ہوں۔ میں امید کرتی ہوں کہ خدا آپ کے اس نیک کام میں برکت دیگا۔“

”میں ریویو آف ریلیجنز کو بہت دلچسپی سے پڑھتی ہوں۔ غلامی پر جو مضامین آپ نے لکھے ہیں انہوں کو کوئی آنکھیں کھلتی ہیں جو اور قسم کے خیالات رکھتے ہیں اور تعداد و زواج جو مضمون لکھے گئے ہیں وہ معقول ہیں۔“

اسے ایچ میکین - کانگریڈ ویلی

”میں نے آپ کے رسالے کو جب کا نام ریویو آف ریلیجنز ہے اور جو اعلیٰ درجہ کی قابلیت کے ساتھ لکھا گیا ہے پڑھا۔ مجھ کو اسلام مطالعہ کرتے ہوئے تیرہ سال سے زیادہ عرصہ ہو گیا ہے اور میں نے جس قدر ممکن تھا کوشش کر کے انگریزی زبان میں جو چند کتابیں اسلام پر لکھی گئی ہیں (خواہ انکے مصنف مسلمان تھے یا غیر مسلمان) سب جمع کی ہیں اور اب اسلامی مذہب کا ایک خاصہ کتب خانہ میرے پاس جمع ہو گیا ہے۔ مگر اب تک میں نے ایک بھی ایسی کتاب نہیں پڑھی جس میں اسلام کی حمایت اس قدر زور کے ساتھ کی گئی ہو جیسا آپ کے شاندار پرچے میں۔“

”میں آپ کو اس قابل قدر پرچے کا ایڈیٹر ہونے کی حیثیت سے مبارکباد دیتا ہوں میں نے اب تک کوئی ایسی کتاب یا پرچہ نہیں پڑھا جس میں اسلام کی حمایت اس زبردست اور طاقتور ہاتھ سے کی گئی ہو جیسے آپ کے اس رسالہ میں کی جاتی ہے۔“

چند اخبارات کی رائے

کریسنٹ - لورپول ”ریویو آف ریلیجنز کا پرچہ دلچسپ مضامین سے بھرا ہوا ہے ہماری نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات پاک کے متعلق جو جاہل عیسائی الزام لگایا کرتے ہیں انکی تردید میں ایک نہایت فاضلہ مضمون ہمیں لکھا گیا جس سے عہدہ مضمون آج تک ہماری نظر سے نہیں گذرا۔ اور ہم پھر جو شے کے ساتھ اس مضمون کی طرف اپنا نظر دینا چاہتے ہیں۔“

الریان - لکھنؤ ”ریویو آف ریلیجنز ہی ایک ایسا پرچہ ہے جسکو خالص اسلامی پرچہ کہنا صحیح ہے۔ ہم نے اس کے کئی نمبر دیکھے اور ہم کو اس امر کے ظاہر کرنے میں کوئی تاثر نہیں کہ عربی میں المنار اور اردو میں ریویو آف ریلیجنز سے بہتر پرچے کسی زبان میں شائع نہیں ہوئے۔ مسلمانوں کو خوش ہونا چاہیے کہ ہندوستان میں ایک ایسا رسالہ نکلا کہ جس کے زوردار مضامین پر علم فضل کو ناز ہے۔ جہاں تک ہم سمجھتے ہیں مسلمانوں کا سواد اعظم اس سال سے نواضع ہے۔“

جس کی وجہ شاید یہ ہو کہ یہ رسالہ قادیان سے نکلتا ہے اور مرزا غلام احمد قادیانی اس کے سرپرست ہیں۔ وطن۔ لاہور۔ ہم احمدی احباب کے خاص معتقدات کے مخالف ہونیکے باوجود یہ لکھنا اپنا فرض سمجھتے ہیں کہ یہ رسالہ بڑے پایہ کار سالہ ہے اسکی تحقیقات اسلام کے متعلق ایسی ہی فلسفیانہ اور عمیق ہوتی ہے جیسی کہ اس زمانہ میں درکار ہے۔ ایک بزرگ کے خیالات ”وطن“ میں۔ ماہوار رسالہ ریویو آف ریلیجنز جو قادیان ضلع گورداسپور سے عرصہ سال سے ان اغراض سے شائع ہوتا ہے کہ جو شہادت لوگوں کے دلوں میں اللہ تعالیٰ کی، مستی اور اسلام کی صداقت کے متعلق پیدا ہوتے ہیں وہ دور کیے جاویں اور جو اسلام کے اصول حقہ کے فلسفہ کو بیان کرنے کے ساتھ ہر ایک قسم کے اعتراضوں کا جو آجکل اسلام پر کیے جاتے ہیں۔ انکا دفعہ اور ساتھ ہی دوسرے مذاہب کے اصول باطلہ کی تردید کرتا ہے خوشی کی بات ہے کہ یہ رسالہ انگریزی زبان میں ممالک غیر میں بھی اسلام کا چمک دار چہرہ دکھاتا ہے۔ امریکہ اور اسٹریلیا اور یورپ میں دو سال سے اسکی اشاعت ہو رہی تھی اور اب اس سال ۱۹۷۸ء سے جاپان میں بھی اسکی پچاس کاپیاں جانی شروع ہو گئی ہیں۔ اور ایک کاپی بھیجے جائیگا تنظیم ہو رہا ہے ہر ایک مسلمان جو تبلیغ اسلام کے کام سے محبت رکھتا اور اسکو اپنا جزو ایمان جانتا ہے اسکا فرض ہونا چاہیے کہ ایسے رسالوں کی اشاعت خصوصاً انگریزی رسالوں کو جاپان و دیگر عیسائی ممالک میں بڑھانے کیے جائیں کہ کام میں المصباح۔ جاوہر۔ ریویو آف ریلیجنز۔ یہ ایک بیس (بجائے چالیس کے غلطی سے لکھا گیا ہے) صفحہ کا خوشخط رسالہ ہے جو مہینے کے بیچے عمدہ ۲۶۵۳ کا غنہ پر قادیان ضلع گورداسپور سے شائع ہوتا ہے۔ اسکے ایڈیٹر ایک نہایت لائق و بجا شخص ہیں جنکا تعلق سلسلہ احمدیہ سے ہے۔ اگرچہ ہمارا کوئی تعلق اس سلسلہ سے نہیں پھر بھی انصاف ہمیں یہ کہنے پر مجبور کرتا ہے کہ مذہب اسلام کے اصول و فروع سے جو فلسفیانہ بحث اس رسالہ میں ہوتی ہے وہ شاید ہی کسی اور اردو رسالہ میں ہوتی ہو۔

چند غیر احمدی ہندوستانی معرزمین کی رائیں

مولوی محمد عبدالولی صاحب لکھنؤ۔ ”در حقیقت یہ رسالہ نہایت اعلیٰ درجہ کا علمی مجلہ ہے اور اردو زبان کی خوش قسمتی ہے کہ ایسے علمی پرچے ہندوستان میں شائع ہوتے ہیں۔ جس تحقیقات سے مسئلہ طلاق کے متعلق بحث کی گئی ہے وہ تحقیقات کی آخری حد ہے۔“ ”میں ریویو آف ریلیجنز کو ہندوستان کے تمام رسالوں سے اعلیٰ و افضل سمجھتا ہوں۔“

میرزا بہت اللہ۔ سسٹنٹ سرجن جنرل۔ ”اس رسالہ کا ایک ورق بھی میں ایسا نہیں اٹاتا جس سے اسلام کا جلال ظاہر نہ ہوتا ہو۔“

شیخ فرزند علی ازراہ پندھی۔ ”میں آپ اسلام کی ان قیمتی خدمات کے لیے جو آپکا میگزین کر رہا ہے مبارکباد دیتا ہوں۔“

ایم جیب احمد۔ بی۔ اے۔ لایر کوئٹہ۔ ”ان سالوں کے مطالعہ سے دلچسپی و روشنی پڑتی ہے جو اپنی حیثیت میں اسلام میں بالکل نیا اور غیر معمولی چمک رہا ہے۔“

مولوی محمد اصغر صاحب خاندان شہر۔ ”آپ کا مضامین ریویو آف ریلیجنز میں پردہ طلاق اور غلامی بارہ میں شائع ہوئے واقعی نہایت قابل قدر ہیں۔“

بیان حقیقت کتاب اللہ والنبوۃ المحمدیہ

(مرقومہ حضرت مولوی محمد احسن صفا امرہوی)

بسم اللہ الرحمن الرحیم
حامداً وصالیاً

ہر ایک اہل بصیرت جانتا ہے کہ اس تیرہ سو برس بحری کے ہر قرن میں کروڑوں آدمیوں کو بسبب نوازنا خبر کے اس امر کا علم بدیہی ہو گیا ہے کہ ایک شخص (مکرم صلعم) عربی نژاد بنام نامی محمد (صلعم) بنی اسماعیل میں سے شہر مکہ معظمہ میں مسوٹ ہوئے اور بڑے زور و شور سے انہوں نے دعوائے رسالت اور نبوت کیا اور اس کے ساتھ فتوحات عظیمہ کے حصول کی اپنے لیے پیشین گوئیاں بیان فرمائیں اور مخالفین کے لیے شکست فاش کا ہونا اپنی پیشین گوئیوں میں ظاہر کیا چنانچہ وہ سب پیشین گوئیاں آپ کی ایک قلیل مدت حیات ۲۳ سالہ میں ہی اسی طرح واقع ہوئیں کہ جس کی نظیر ابتدائی خلقت آدم سے اس وقت تک نہیں ملتی اور بعد آپ کے صد ہا پیشین گوئیاں ہر ایک قرن میں واقع ہوتی رہیں اور اب تک واقع ہوئی ہیں جن کا بیان کتب معتبرہ حدیث و سیر میں موجود ہے۔ اور نیز یہ بات بھی ہر ایک دانشمند جانتا ہے کہ اس کی ہن مبارک سے وہ کلام برآمد ہوا جس کے معارضہ سے بڑے بڑے فصیح و بلیغ اور عرب عرب عاجز رہے باوجودیکہ اس کی طرف سے پرزور الفاظ غیرت وہ میں تندی بھی واقع ہوئی تھی اور معارضہ و مقابلہ کے لیے بسبب شدت مخالفت مخالفین کے اسباب و غمی بھی کثرت سے موجود تھے مگر تاہم مخالفین اس کلام کا معارضہ نہ کر سکے بلکہ اس کلام کی عظمت حلاوت اور طلاوت یعنی حسن و خوبی کے قابل ہے حتیٰ کہ اُسکو سحر بھی کہا گیا پھر وہ کلام اب تک تمامہ و بعینہ موجود ہے صدق اللہ تعالیٰ انا سخن نزلنا الذکر وانا لہ لحاظ فظون۔ یعنی سچ فرمایا اللہ تعالیٰ نے کہ بیشک ہم نے ہی اودارا ہے اس نصیحت نامہ کو اور بے شک ہم ہی ہمیشہ اس کی حفاظت کریں گے ہیں اس پیشین گوئی کا ہم کو مشاہدہ ہو رہا ہے کہ قرناً بعد قرن الی یومنا ہذا لاکھوں آدمی اس کلام کے جافظ ہوتے چھوے اور اب تک موجود ہیں۔ اور جبکہ یہ دونوں امر بتواتر ثابت ہیں تو اسکا علم بھی بدیہیات میں سے ہو گیا چیدا کہ ہم کو بتواتر معلوم ہو گیا ہے کہ ایک شخص نو فیروان صاحب قلم و غیرہ وغیرہ زمانہ ماضی میں گزرے ہیں تو ادن کے وجود کا علم کہ یہ لوگ زمانہ ماضی میں ہو گزرے ہیں ضروریات سے ہو گیا ہے باوجودیکہ ہم نے انکو دیکھا نہیں۔ پس اسی طرح پر دعوائے رسالت محمد عربی بنی اسماعیل کا علم ہر ایک ملک کے لوگوں کو بایہی ہے۔ اگرچہ عربی بیان مجمل اگر مفصل کیا جائے تو اثبات صدائے یو ایک دلیل روشن ہے مگر واسطے وضاحت کامل کے اب اس دعویٰ رسالت کے اثبات حقیقت کے لیے اتمام الحجۃ ایک نظر ثانی بھی کرتے ہیں تاکہ صداقت اس دعویٰ کی ہر ایک اہل بصیرت پر بخوبی واضح ہو جائے بیان اوسکا یہ ہے کہ جب ہم بتدریج پر نظر کرتے ہیں تو تمام انبیاء کا اجماع ایسے نبی عظیم الشان کی تصدیق کے لیے موجود پاتے ہیں بلکہ حواریین حضرت عیسیٰ کو بھی ایسے نبی آخر الزمان کے لیے نظر آتے

ہیں باوجودیکہ کتب مقدسہ میں بسبب کثرت تراجم مختلفہ اور حوادث اور منہ کے بہت سے تغیرات بھی واقع ہو گئے ہیں مگر تاہم وہ بشارات محمدیہ و صفات احمدیہ کتب مقدسہ میں اب تک موجود ہیں پس اگر اوں بشارات اور صفات کا مصداق اس نبی عظیم الشان کو نہ مانا جاوے گا تو تمام کتب مقدسہ اور جملہ انبیائے ماضیین کی تکذیب لازم آوے گی علاوہ یہ کہ اس نبی کی تصدیق کے ساتھ ہی تصدیق مسیح موعود کی بھی ضروری ہووے گی۔ و لنعلم ما قیل سے نام احمد نام جملہ انبیاء است + چوں بیامد صد نو دھم پیشا است + اگر کہا جاوے کہ ممکن ہے کہ اوں بشارات اور صفات کے مصداق حضرت عیسیٰ بنی اسرائیل ہو تو یقیناً کہا جاوے گا کہ پھر حضرت عیسیٰ اوس نبی کے منتظر کیوں ہے اور حواریین کو اوس نبی کا انتظار کیوں رہا دیکھو عہد جدید کی سیاتی اور پھر حواریین نے اوس نبی کے زمانہ بعثت کو زمانہ مابین رفع و نزول عیسیٰ کا کیوں قرار دیا چنانچہ ہم یہاں پر چند درس بیبل سے تحریر کرتے ہیں جن سے بخوبی واضح ہوگا کہ مصداق اوں بشارات کے حضرت عیسیٰ تو ہرگز نہیں ہو سکتے پس اب دیکھو کتاب اعمال باب کو (۱۷) لے بھائیوں میں جانتا ہوں کہ تم نے اور تمہارے سرداروں نے بھی نادانی سے یہ کیا کیا (۱۸) پر خدا نے جو کچھ اپنے سارے نبیوں کی معرفت آگے سے کہا تھا کہ مسیح دکھ پاویگا طرح پورا کیا (۱۹) پس تم اپنے گناہ معاف ہو کر اسے یسوع کہو اور دل کو پھیر لو تو خدا کے حضور سے تسلی ملنے کے دن آویں (۲۰) اور وہ اوس یسوع کو جسکی خبر آگے سے تمہیں دی ہے بھیجے گا (۲۱) کہ جب تک سب باتیں جو خدا نے اپنے سارے پاک نبیوں کی معرفت پہلے سے کہیں پوری نہ ہو جائیں اس کا آسمان پر رہنا ضروری ہے (۲۲) یسوعی نے باپ دادوں سے کہا کہ امد جو تمہارا خدا تھا تمہارے بھائیوں میں سے تمہارے لیے میری مانند ایک نبی پیدا کرے گا جو کچھ وہ تم سے کہے سب سنو (۲۳) اور جو شخص کہ اوس نبی کی نہیں سنیکے اپنے لوگوں میں سے ہلاک ہو جاوے گا (۲۴) اور سب نبیوں نے تمہارے لیے لیکر اوں تک جو اوس کے بعد ہیں جتنوں نے خبر دی ہے ان دنوں کی بھی خبر دی ہے (۲۵) تم اوں نبیوں کی اولاد ہو اور جو وعدہ خدا نے ہمارے باپ دادوں سے کر کے ابراہیم سے کہا کہ تیری نسل کے سب سے زمین کی ساری قوم مبارک ہوگی تم اوس وعدہ کے لوگ ہو (۲۶) خدا نے اپنے یسوع کو اوتھا کے پہلے تمہارے پاس بھیجا ہے کہ وہ تم میں سے ہر ایک کے اوس کی بیویوں سے پھر کے برکت دے انتہی نسخہ عربیہ ہولی بیبل مطبوعہ ۱۸۱۱ء فصل ثالث احوال حواریین میں درس ۱۹ کی یہ عبارت لکھی ہے لکھا تو افیکم اوقات الراحة النیاحۃ من وجہ الرب اور درس ۲۰ کی عبارت یوں ہے ویرسل الیکم یسوع المسیح المستعد للخلاصی اور درس ۲۳ کے الفاظ اسی عربی نسخہ میں یہ ہیں و سیکون کل نفس لا تسمع لذلک النبی و تطیعہ تسمناصل من شعبہا اور ترجمہ فارسی ۱۸۵۵ء درس ۲۶ کا یہ ترجمہ کیا ہے کہ برائے شما و لا خدا بندہ خود عیسیٰ را بر خیزانید و فرستاد شما برکت دہدہ برگردانید ہر یکے از شما را از گناہان خود۔ ان درسوں سے چند فوائد ہم کو حاصل ہوئے

فل تمام انبیاء اور مرسلین نے بہ تواتر اس نبی آخر الزمان کی بشارات کو بیان فرمایا ہے حتیٰ کہ حضرت عیسیٰ کے حواریں بھی اس عظیم الشان نبی کے ایام تازگی بخش کے ۳۳ عیسوی میں منتظر رہے دیکھو فرس فل انبیاء غیبین مانہ بعثت اس نبی آخر الزمان کا مابین رفع اور نزول عیسیٰ بن مریم کے بتلاتے مجھے ہیں فل ترجمہ فارسی درس ۲۶ میں حضرت عیسیٰ کو بندہ خدا لکھا ہے نہ ابن السد فل درس ۲۰ نسخہ عربی میں صفت مسیح ثانی کے کلام الہی میں المستعد للخلاص لکھی ہے یعنی پہلا مسیح تو ماخوذ اور گرفتار ہوا اور مسیح ثانی کے استعدادی میں سلامتی اور خلاصی ہے نہ ماخوذی اور گرفتاری فل مسیح اول کے ایام رونے یا نوحہ کرنے کے تھے اور مسیح ثانی کے ایام راحت اور آسائش کے ایام ہونگے فل وہ نبی جو مابین زمانہ رفع اور نزول عیسیٰ بن مریم کے مبعوث ہوگا اس کی وہ شان ہوگی کہ اس کے جملہ مخالفین ہلاک اور ستا صل ہو جاویں گے۔

ہم یہاں پر مناسب سمجھتے ہیں کہ جن دروسوں کا حوالہ کتاب اعمال حواریں باب تین میں حضرت موسیٰ سے نقل کیا گیا ہے وہ نسخہ عربیہ بیبل سے نقل کر دیوں دیکھو کتاب استنشا فصل ثامن عشر (۱۸) وای نبی انصبہ لہم من بعض اخوتک مثلاً الفتنہ کلامی فیما طبہم بجمیع ما امر بہ (۱۹) وای انسان لم یقبل کلامی الذی یودیہ فانی اطلبہ۔ اب ہم اس چودھویں صدی ہجری میں چاہتے ہیں کہ تحقیق کریں کہ جو صفات اور بشارات اس نبی آخر الزمان اور نیز مسیح موعود کی تمام انبیائے ماضیین نے بہ تواتر بیان فرمائی تھیں وہ ان دونوں میں موجود ہیں یا نہیں؟ بالضرور موجود ہیں۔ اب دیکھو اس نبی عظیم الشان کے کلام کی نسبت فرمایا گیا تھا کہ میں اپنا کلام اس کے منہ میں ڈالوں گا آخر درس تک دیکھو وہ کلام اس کے دہن مبارک میں ڈالا گیا اور پھر بڑے زور و شور سے اس کے منہ سے نکلی تھوکی تھوکی بھی کی گئی اور وہ تھوکی بہ تواتر اتنا تھوکی چلی آتی ہے کہ قال اللہ تعالیٰ۔ وانکنتم فی ریب مما نزلنا علی عبدنا فاتوا بسودۃ من مثله وادعوا شہدا من دون اللہ انکنتم صادقین فانما لم تفعلوا ولن تفعلوا فاتقوا النار الی و قودھا النار الخ الخ الخ اعدت للکافرین یعنی اور اگر تم شک میں ہو اس کلام موعود سے جو ہم نے اپنے بندہ پر اتارا ہے تو ایک سورہ اوس کی مثل بنا لاؤ اور جو تمہارے گواہ اس ماثلت پر اللہ کے سوا ہوں انکو بھی بلاؤ اگر تم سچے ہو پس اگر نہ کر سکو اور ہرگز نہ کر سکو گے تم تو ڈرو اس آگ سے جس کا ایندھن آدمی اور پتھر ہیں جو طیار کی گئی ہے منکروں کے لیے۔

اٹل نبی موعود آخر الزمان کے لیے ان دروسوں میں فرمایا گیا تھا کہ اس کے مخالفین مواخذہ الہی میں ماخوذ ہوں گے یہ ناک اور مستاصل کیے جاویں گے سو یہ پیشین گوئی مندرجہ بیبل بھی کس زور و شور سے واقع ہوئی کہا قال اللہ تعالیٰ۔ ما یجادل فی آیات اللہ الا الذین کفروا فلا یغریک تقلبہم فی البلاد کذا ثبت

قبلہم قوم نوح والاحزاب من بعدہم وھمت کل امة برسولہم لیاخذوا و جادوا
 بالباطل لیدحضوا بہ الحق فاخذتھم فیکف کان عقاب ۲۶ یعنی خداوند تعالیٰ کی آیات
 موعودہ سے جو اس نبی پر اتاری گئیں ہیں وہی لوگ جھگڑا کرتے ہیں جن کی عادت وجہلت انکار کی ہے پس ان لوگوں کا
 عیش و آرام سے شہر در شہر سلپنا پھر ناتم کو دھوکے میں نہ ڈالے کیونکہ اسے پہلے نوح کی قوم نے اور ان کے بعد بہت سے
 گروہوں نے تکذیبِ رسال کی ہے اور ہر ایک گروہ نے اپنے رسول کی گرفتاری کر لیا مضبوط ارادہ کیا ہے اور جھوٹی
 باتوں کو سند پکڑ کر جھگڑتے ہے میں تاکہ حق کو اس باطل سے لڑا کھڑا دیوں آخر کار ہم نے ان کو پکڑ لیا پس دیکھو کیسا
 میرا عذاب اون پر واقع ہوا یعنی اسی طرح پر اس رسول کے منکرین پر بھی عذاب واقع ہوگا۔ پس اب دیکھو کہ اس رسول
 کے مکذبین اور بڑے بڑے مخالفین کس طرح تباہ اور ہلاک ہو گئے اور مواخذہ الہی میں ہو جئے۔ ان دروس کے پکڑے
 گئے اور قوم سے کاٹ دیے گئے جس کا ذکر قرآن مجید میں بہ تواتر متعدد جگہ مذکور فرمایا گیا ہے جب مالک اگے دیکھی آتا ہو
 اس رسول عظیم الشان کے بارہ میں ان دروس میں فرمایا گیا تھا کہ وہ مثیل موسیٰ ہوگا پھر دیکھو کہ کس عظمت اور شان
 کے ساتھ اس ممالکت کا دعویٰ مع ثبوت دیا گیا ہے مآ قال اللہ تعالیٰ۔ انا ارسلنا الیکم رسولاً شہداً
 عبدیکم کما ارسلنا الیٰ فرعون رسولاً۔ فعصیٰ فرعون الرسول فاخذناہ اخذاً وبیلا ۲۷
 یعنی بے شک ہم نے تمھاری طرف محمد صلعم کو رسول کر کے بھیجا ہے جس طرح ہم نے فرعون کی طرف موسیٰ کو پیغمبر بنا کر بھیجا تھا
 سو فرعون نے اس رسول کی نافرمانی کی تو اس کو ہم نے بڑے وبال میں پکڑ لیا یعنی اسی طرح در صورت نافرمانی
 محمد رسول اللہ صلعم کے تم بھی سخت وبال میں پکڑے جاؤ گے چنانچہ تمام مخالفین اور مکذبین اس رسول کے ہلاک
 تباہ ہو گئے دیکھو ان آیات قرآن مجید کو جو بہ تواتر حفاظ کے ذریعہ ان کا ہر ایک مضمون اس چودھویں صدی تک
 چلا آتا ہے۔ اس رسول مقبول صلعم کے بارہ میں ان دروس میں فرمایا گیا تھا کہ تمام انبیاء اور ان کی اولاد اور متبعین سے
 اس رسول کے لیے عہد و میثاق لیا گیا ہے کہ (۲۵) انتم ہم بنو الانبیاء و اولاد العہد الذی عاہد اللہ
 بہ اباءنا۔ ترجمہ فارسی (۲۵) شاہستید اولاد پیغمبران ابنائے ان عہدیکہ خدا با جداد با بست و تیکہ برابر ہم گفت
 الیٰ آخرہ۔ اب دیکھو اس عہد و میثاق کا ثبوت قرآن مجید میں کس زور و شور سے موجود ہے مآ قال اللہ تعالیٰ۔
 واذ اخذ اللہ میثاق النبین لہما التبتکم من کتاب و حکمۃ ثم جاءکم رسول مصدق
 لما معکم لتؤمنن بہ ولتنصرنہ قال اقررتہم واخذتہم علیٰ ذلکم اصریٰ قالوا اقررنّا قال
 فاشہدوا وانا معکم من الشاہدین فمن تولیٰ بعد ذلک فاولئک ہم الفاسقون ۲۸
 ترجمہ۔ اسے پیغمبر ان کو وہ وقت یاد دلاؤ کہ جب اللہ تعالیٰ نے سب پیغمبروں سے عہد لیا تھا کہ جو ہم نے تم کو کتاب اور
 حکمت دی ہے (وہ اس لیے دی ہے کہ) پھر کسی قدر مدت کے بعد جو رسول مبعود آوے کہ تصدیق کرنے والا ہو

اس کتاب کی جو تمھارے پاس ہے تو ضرور تم ایمان لانا اور بالفرد اس کی مدد کرنا فرمایا کیا تم نے اقرار کیا اور لیا تم نے اس پر میرا عہد بھاری عرض کیا انہوں نے کہ ہاں ہم اسکا اقرار کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ گواہ رہو تم اور میں بھی تمھارے ساتھ گواہوں میں سے ہوں پس اگر اب بھی اس عہد و پیمان کے بعد کوئی منحرف ہو تو وہی لوگ فی الحقیقت خارج ہیں دائرہ اہل کتاب اور فرمان رب کے۔ دیکھو اس آیت میں وہی عہد و میثاق جو اعمال حواریں میں باب تین کے درسون میں بحوالہ کتب سابقہ مذکور ہوا ہے کیسی تاکیدات کے ساتھ قرآن مجید میں مذکور ہوا ہے کہ اول تو اسکو لفظ میثاق کے ساتھ تعبیر فرمایا گیا جو عہد موثوق اور مستحکم کو کہتے ہیں اور کہیں اسکو اصر فرمایا گیا جس میں ایک ثقل کے معنی بھی پائے جاتے ہیں یعنی ایک عہد و پیمان بھاری۔ اور پھر اس میثاق کی اضافت طرف النبیین کے فرمائی گئی جو صیغہ جمع کا ہے اور اس پر لفظ لام بھی موجود ہے جو واسطے استغراق کے آتا ہے یعنی یہ عہد تمام انبیاء سے لیا گیا ہے اور درسون مذکورہ میں بھی استغراق کی تصریح ہے اور چونکہ اصلی معنی فسق کے لغت عرب میں خروج کے ہیں چنانچہ مختار الصحاح میں لکھا ہے فسقت الرطبہ - خرجت عن قشرها - وفسق عن امر دہ - اسی خرج تفسیر تبصیر الرحمن میں لکھا ہے فاو لئلا دان کا نوا من اهل الکتاب هم الفاسقون اسی الخارجون عن دائرة اہلہ بالحقیقۃ فلا عبرۃ بشہادۃ قہم ولا باخبارہم لئلا ترحمہم اوسى کے بموجب کیا ہے اور درسون مذکورہ میں بھی ہی مفہم خروج لکھا ہوا اب تک موجود ہے دیکھو عربی نسخہ ۱۸۷۲ء میں تستناصل من شعبہا ہے۔ اور فارسی نسخہ ۱۸۷۴ء میں لکھا ہوا ہے۔ دہر نفسہ کہ آن نبی را نشنود از قوم منقطع گردد۔ اور اردو نسخہ مطبوعہ ۱۸۷۲ء میں لکھا ہے۔ اور جو شخص کہ اوس نبی کی نہیں سمجھے گا اپنے لوگوں میں ہلاک ہو جاوے گا۔

واضح ہو کہ اللہ تعالیٰ کی شہادت جو آیات بالا میں فرمائی گئی ہے وہ شہادت اس طرز پر ثابت ہے کہ ہزاروں برس کی پیشین گوئی جو بیبل میں لکھی گئی تھی جسے اللہ تعالیٰ نے اہل کتاب کو آیات مذکورہ میں یاد دلایا ہے باوجودیکہ صد مہتراجم بھی عہد عتیق اور عہد جدید کی السنہ مختلفہ میں ہو گئے ہیں اور حوادث ازمنا سے صد مہترافات بھی بیبل پر ایسی واقع ہوئیں جس کے سبب سے وہ کتب ضایع اور تلف بھی ہو گئیں اور تحریفات سے بھی ان کتابوں میں بہت سے تبادلات واقع ہوئی ہیں مگر تاہم بشارات محمدیہ و صفات حمیدہ احمدیہ نبی آخر الزمان کی جسکے ایمان کی بابت اللہ تعالیٰ نے تمام انبیاء سے عہد موثوق لیا تھا وہ عہد و میثاق ان کتابوں میں اب تک موجود ہے اور اس میں ان آیات میں قرآن مجید اہل کتاب یاد دلایا ہے۔ اس سے بڑھ کر اللہ تعالیٰ کی شہادت اور کیا ہو سکتی ہے اور پھر جو کچھ وعید کذبین کے لیے ان درسون میں ارشاد فرمائے گئے تھے اور قرآن مجید میں فاو لئلا هم الفاسقون کے ساتھ اس وعید کو تعبیر فرمایا گیا تھا وہ وعید اوسى طرح واقع بھی ہو گیا۔ صدق اللہ

تعالیٰ وضربت علیہم الذلۃ والمسکنة وباؤا بغضب من اللہ یعنی اونپر ذلت و محتاجی لازم کر دی گئی اور خداوند تعالیٰ کے غضب میں آگئے۔ اور نیز ان درسون میں فرمایا گیا تھا کہ دوبارہ جو مسیح موعود آویگا وہ مستعد خلاص ہوگا اور جو اوقات نومہ پہلے مسیح کے تھے وہ دوسرے مسیح کے زمانہ بعثت میں اوقات راحۃ کے ساتھ بدل کیے جا دیں گے۔ اب اس تبدل کو ہم بختم خود دیکھ رہے ہیں۔ اولاً دیکھو اس قرن میں کیسے کیسے سامان اور اسباب راحت کے گورنمنٹ کی طرف سے دنیا میں پیدا ہو گئے ہیں جن کی نظیر پہلے زمانوں کی کسی تاریخ میں نہیں پائی جاتی۔ صرف ایک سواری ریلوے ہی پر نظر کرو جس کے مقابلہ میں جملہ سواریاں متروک ہو گئیں صدق اللہ تعالیٰ و اذا العشار عطلت پھر دیکھو کہ ولایت کن القلاص فلا یسعی علیہا کلام نبویں اس کی تفسیر ہے تمام دنیا سبب موجود ہو جانے ٹیلیگرام کے ایک شہر کا حکم کھتی ہے اس میں کس قدر راحت اور آسائش ہے۔ صدق اللہ تعالیٰ و اذا النفوس زوجت۔ پھر نظر کرو کہ جو گھائیاں پہاڑوں کی سی دشوار گزار تھیں کہ اون میں کسی بشر جری و قوی الاعضا کا بھی گزر ممکن و قوی نہ تھا وہ اب ایسا سہل العبور ہو گیا ہے کہ ایک طفل صغیر اور شیخ فانی بھی بڑی راحت اہل آسائش کے ساتھ چنہ منٹ میں اون گھائیوں میں سے گزر جاتا ہے۔ صدق اللہ تعالیٰ و اذا الجبال سیوت۔ ترجمہ اور یاد کرو اور اس وقت کو جب پہاڑ چلائے جا دیں گے۔ سفر بحر پر نظر کرو اور تمام بڑے بڑے دریاؤں کے پلوں پر بھی نظر ڈالو کہ کس سرعت اور راحت کے ساتھ اونپر سے ہر ایک صغیر و کبیر کامرور ہو جاتا ہے تمام دریا پلوں کے ذریعہ سے پاٹ دیے گئے ہیں اور سمندر بھی دفائی جہازوں سے گویا پٹے ہوئے نظر آتی ہیں۔ صدق اللہ تعالیٰ و اذا البحار سجحت یعنی یاد کرو وقتوں کو کہ دریا پاٹ دیے جا دیں گے۔ منی الصراح میں لکھا ہے و یجئ النہر ملائکہ و منہا البحر المسجور و غیرہ وغیرہ اور اس سے بڑھ کر دنیا میں اور کیا راحت اور آسائش ہو سکتی ہے جو نمونہ جنت کا ہے کہ تمام دنیا کی ہر ایک شے ہر ایک جگہ پر ہر ایک شخص طلب کر سکتا ہے یہ کیسی عظیم الشان آسائش اور راحت ہے پھر غور کرو و نرو کہ جاری ہونے میں جو بڑی کثرت کے ساتھ اس زمانہ میں جاری ہو گئی ہیں تمام مخلوق پرند چرند اور انسانوں کو کس قدر راحت اور آسائش اون سے حاصل ہے جو پہلے کسی زمانہ میں حاصل نہیں ہوئی تھی صدق اللہ تعالیٰ و اذا البحار فجرت یعنی جب دیا چیرے جا دیں گے۔

اور پھر دوسری صفت مسیح موعود کی نسبت جو ان درسون المستعد للخلاص یعنی وہ دوسرے مسیح کی استعداد اور فطرت ہی میں خلاص اور بریتے ہوئے لکھی ہوئی ہے وہ کیسی اس پر صادق ہو رہی ہے دیکھو مخالفین کی طرف سے جو مقدمات فوجداری اور دیوانی او سپروائریکے گئے پھر مخالفین نے جان توڑ کوششیں کیں کہ یہودی مسیحیت کا ماخوذ ہو کر گرفتار ہو جاوے قتل کیا جاوے سولی پر چڑھا دیا جاوے لیکن اس کی بریت اور خلاصی

ہر ایک مقدمات مذکورہ میں ہوتی رہی اور لٹے مخالفین ہی ذلیل ہوئے خوار ہوئے اور سزا یاب بھی ہوئے دیکھو کتاب البریۃ وغیرہ وغیرہ کو۔ جس سے ملکوں کا شمش فی نصف النہار ثابت ہو جاوے کہ یہ وہی مسیح موعود ہے جسکی صفت بطور پیشین گوئی کتاب اعمال حواریں باب میں دیوہل الیکم یسوع المسیح المستعد للخلاص (ترجمہ۔ اور بھیجے تمہاری طرف یسوع مسیح کو وہ مسیح جس کے استعداد میں خلاص اور بریت ہے) لکھی گئی ہے پھر یہ پیشین گوئی اب تک موجود بھی ہے۔ اور پھر نظر ثانی کرواؤن صدمہ الہامات پر جن میں پیشتر سے اس مسیح موعود کو اپنی بریت اور خلاص کی خبر دی گئی ہے اور اپنے اپنے وقت پر وہ بریت اور خلاص اسی طرح پر واقع ہوئی جس طرح سے کہ صدمہ الہامات میں خبر دی گئی تھی۔ اگر یہ مسیح موعود سچا مدعی نہیں اور مصداق اوس پیشین گوئی مندرجہ کتاب اعمال باب کا نہیں تھا جس میں المستعد للخلاص لکھا ہوا ہے تو پھر اوس کو یہ الہامات بریت اور خلاص کے کیوں ہوئے اور پھر وہ صادق و مصدق ہو کر کیوں پورے ہو گئے۔ صدق المسیح لموعود فی الہاماتہ ولنحیینک حیلوۃ طیبۃ۔ وینصرک اللہ فی مواطن وغیرہ وغیرہ من الالہامات الکثیرۃ۔

اب خلاصہ کلام یہ ہے کہ در صورت عدم صدق دعویٰ آنحضرت صلعم کے موافق درسوں اخیر باب اٹھارہ اویں کتاب استنسا کے ضروری تھا کہ یہ فتوحات عظیمہ تمام علوم ضروریہ کی اور نیز فتوحات ملکوں کی کیونکر حاصل ہو سکتی تھیں کیونکہ اون درسوں میں جھوٹے مدعی نبوۃ کا ہلاک اور تباہ ہونا بھی لکھا ہوا ہے۔ علیٰ ہذا القیاس در صورت عدم صدق دعویٰ مسیح موعود کے یہ کامیابی اور فتح عظیم حقائق اور معارف قرآنی کی اوسکو کیونکر حاصل ہو سکتی تھی صدق اللہ تعالیٰ ولو تقول علینا بعض الاقوال (لاخذنا منہ بالیہین ثم لقطعنا منہ الوتین فما منکم من احد حنہ حاجزین یعنی اور اگر یہ پیغمبر ہمارے اوپر بعض اقوال جھوٹے منسوب کرتا تو ہم اوس کا داہنا ہاتھ پکڑ کر اوس کی شہ رگ کو کاٹ ڈالتے اور تم میں سے کوئی شخص اوس سے ہم کو روک نہ سکتا چنانچہ مدعیان کاذب اور نیز مخالفین کی نسبت بموجب حکم تورات اور قرآن مجید کے ایسا ہی کچھ واقع ہوا ہے لکھا ہے وغیرہ ہلاک اور تباہ کیے گئے۔ علیٰ ہذا القیاس زمانہ مسیح موعود میں بھی مدعیان کاذب یا مخالفین ہلاک اور تباہ ہوئے اور ہوتے چلے جاتے ہیں دیکھو لیکھام دیانند اندرمن چرخ دین غلام دستگیو غیرہ وغیرہ کو۔ اور سراسر اس میں یہی ہے کہ جو کذب مامور من اللہ کی کارروائی کو روکنا چاہتا ہے وہ اللہ تعالیٰ سے لڑائی کرتا ہے پھر وہ کیونکر اوس کارروائی (مداہنی) کو روک سکے۔ واللہ غالب علیٰ امرہ وفعال لما یرید۔ اور جو جھوٹا مدعی ہوگا اوس پر علوم الہی کیونکر منکشف ہو سکتے ہیں وہ تو فنون شیطانی کا مخزن اور ضال اور مضل ہوگا لہذا اوسکا ہلاک اور تباہ نہ ہونا منافی حکمت الہی کے ہے جس سے صادق اور کاذب کی تمیز میں امن جانا ہو گیا۔

اب ہم سلسلے اہل کتاب کے جنہ بخوبی اتمام حجت ہو چکا آریوں وغیرہ کو بھی مخاطب کر کے سوال کرتے ہیں کہ یہ پیشین گوئی

ہزاروں برس کی جو تمام انبیائے بہ تواتر بیان فرمائی تھیں اور اہل کتاب میں بہ تواتر منقول ہوتی چلی آتی تھی حتیٰ کہ اب تک موجود ہے اور پھر اس پیشین گوئی کا پورا ہونا بھی بالکل وجہ تواتر تحریر لفظ میں اس قرن تک ناظرین کو مشاہدہ کرایا لہذا اہل الرائے سے استفسار ہے کہ اب منکوبین کو حقیقت کتاب اللہ اور نبوۃ محمدیہ کی تصدیق نہ کرنے میں کونسا عذر باقی ہے لہذا نہ ثبت المدعا بالبرہان الجلی فاین المفر للعاقل والذکی +

دلیل نمبر دوم۔ یہ استدلال فقط نام سورہ فاتحہ سے کیا گیا ہے جس سے کتاب اللہ

شرع کی گئی ہے اور کئی حالت میں اس کا نزول ہوا ہے۔ لفظ فاتحہ مصدر ہے بمعنی فتح کے جیسا کہ ایس لو قطعہ کا ذبہ میں کہ ذبہ بمعنی کنیک ہے یہاں پر یہ مصدر بمعنی مفعول کے ہے جیسا کہ خلق بمعنی مخلوق کے یعنی مفتوح منہ الكتاب یعنی وہ سورہ جس سے قرآن مجید شرع کیا گیا ہے چنانچہ قطر المحيط اتقان اور تفسیر کبیر وغیرہ میں لکھا ہے فاتحۃ الشئ اولہ الذی یفتتح بہ ما بعدہ ومنہ فاتحۃ الكتاب اس سورہ کا خاص ذکر تلبیل میں موجود ہے دیکھو عربی انجیل ۱۸۷۴ء درایت ملکہ اخر قویاً نازلاً من السماء قد التحف بسحابہ وکانت دائرۃ علی راسہ وکان وجہہ کالشمس جلہ کانتا کاحمدۃ من نار و قد مسک بیدہ مصحفاً مفتوحاً وجعل رجلہ الیمنی علی البحر ورجلہ الیسری علی الارض و صااح بصوت عظیم کالاسد یرثر فعند ما صااح تکلمت السبعۃ السبعۃ باصواتہا فلما تکلمت السبعۃ رعدوا ردت ان اکتب فسمعت صوتاً من السماء یقول اختتم ما تکلمت السبعۃ رعدوا ولا تکتبه والملك الذی رأیتہ قائماً علی البحر وعلی الارض رفع یدہ الیمنی الی السماء واقسم بالبحی الی ادھار الادھار الذی خلق السماء وما فیہا والارض وما علیہا والبحر وما فیہ انہ لا یكون زمان من بعد ولا کن فی الايام التي یصوت فیہا الملك السابع بالبق الساب

یتم سر اللہ الذی بشارت بہ عبیدۃ الانبیاء نسخہ عربیہ ۱۸۷۴ء فصل عا شرر ویتہ یوتا ترجمہ اسکا فارسی انجیل سے یہ ہے۔ (۱) و فرشتہ تنومند دیگر یاد دیدیم کہ آسمان نازل سے شرر پوشیدہ بود بابر سے و قوس قزح بر سرش و صورتش چوں آفتاب و پائش چوں ستونہاے آتش سے بود (۲) و داشت در دست خود کتاب کو چک کشادہ و ندا پائے راست خود را بردریا و پیش را بر زمین (۳) و باد از بلندی چوں غرش شیر فریاد نمود و چوں فریاد نمود ہفت رعد صدا پائے خود را دادند (۴) و چوں آں ہفت رعد صدا پائے خود را دادند من در ارادہ نوشتن بودم کہ آواز سے ملاز آسمان شنیدم کہ مرا گفت برانچہ آں ہفت رعد گفتند

مہر کن و آس را منویس (۵) و دیدم آں فرشتہ را کہ بردیاز زمین استادہ بود کہ دست خود را با آسمان بلند نمود۔
 (۶) و سوگند یاد کرد کہ با آنکس کہ تا بدالآباد زندہ است و آسمان و ابادیش و زمین و ابادیش و دریا و ابادیش را آفریدہ
 کہ دیگر زمان نخواہد بود۔ (۷) بلکہ در ایام فرشتہ ہفتم ہنگامیکہ صور مدبر خدا بغایت خواہد انجامید چنانچہ بندگان
 خود بہ غیر ان خبر دادہ است نسخہ فارسی عہد جدید چو ششم ۱۸۵۸ء کا مطبوعہ ہے۔ اور ترجمہ اردو یہ ہے (۱) سینے اور ایک
 روز اور فرشتہ کو آسمان سے اترتے دیکھا جو بادل پہنے ہوئے ہے اور اس کے سر پر قوس قزح اور اس کا چہرہ
 سورج کی مانند اور اس کے پاؤں آگ کے ستون کی مانند تھے۔ (۲) اس کے ہاتھ میں ایک چھوٹی کھلی ہوئی کتاب
 تھی اور اس نے اپنا داہنا پاؤں سمندر پر اور بائیں پاؤں زمین پر دھرا (۳) اور آواز بلند سے طرح شیر گرجاں پکارا
 تب سات بادل گرے۔ (۴) جب سات بادل گرج چکے میں لکھنے پر تھا اور سینے آسمان سے ایک آواز یہ کہتے
 ہوئے سنی کہ ان باتوں پر جنہیں سات رعدوں نے بیان کیا مہر کر اور مت لکھ (۵) تب اس فرشتہ نے
 جسے میں نے سمندر اور زمین پر کھڑے دیکھا اپنا ہاتھ آسمان کی طرف بلند کیا (۶) اور اس کی جو ہمیشہ زندہ ہے اور
 جسے آسمان کو اور سب کچھ جو اس میں ہے اور زمین کو اور سب کچھ جو اس میں ہے اور سمندر کو اور سب کچھ جو
 اس میں ہے پیدا کیا قسم کر کے کہا کہ اب تک زمانہ نہیں ہے (۷) بلکہ ساتویں فرشتہ کی آواز کے وقت میں
 وہ پھوکنے پر ہو گا خدا کا راز جیسا کہ اس نے اپنے نبیوں کو ظاہر کیا پورا ہو گا اتنی عہد جدید مطبوعہ ۱۸۵۸ء اور اس کے
 حاشیہ سے ثابت ہے کہ یہ مکاشفات ۱۸۹۶ء عیسوی کے ہیں اب ہم اس مکاشفہ کی شرح بطور تعبیہ کر لکھتے ہیں۔ اور
 اول میں لکھا ہوا ہے کہ وہ فرشتہ جو آسمان سے مکاشفہ پوچھا میں اترتے ہوئے دکھائی دیا پڑا تو میں اور زمین
 تھا یہی صفت اس فرشتہ کی ہے یعنی حضرت جبریل کی جو قرآن مجید میں بھی لکھی ہوئی ہے کہ قال اللہ تعالیٰ
 وما یَنطِقُ عن الہوٰی ان ہوالاوحی یوحی علیہ شمدید القوی ذو ہرۃ یعنی وہ نہیں
 بولتا اپنی خواہش سے وہ کلام اس کا تو وحی ہی ہے جو اس کی طرف بھیجی جاتی ہے تعلیم کیا ہے اس کو اس
 فرشتہ نے جو سخت قوتوں والا ہے باعتبار جسم کے اور صاحب طاقت روحانی کا ہے بلحا فاعقل اور
 روحانیت کے۔ اور یہی مضمون ورس مذکور میں موجود ہے کہ اس کا چہرہ سورج کی مانند تھا یعنی قواثر روحانی
 اس کے جو اعلیٰ درجہ میں ہیں نہایت درجہ پر روشن تھے اور اس کے پاؤں آگ کے ستونوں کی مانند تھے
 یعنی قوائے جسمانی اس کے جو اسفل میں ہیں بہت قوی تھے۔ اور ورس دوم کا مضمون بھی سورہ فاتحہ چھوٹی آیا
 ہے کیونکہ مصحف عربی میں کتاب کے ایک حصہ کو کہتے ہیں جسکو گڑا سہ بھی کہا جاتا ہے اور سورہ فاتحہ کتاب اللہ کا ایک
 چھوٹا سا حصہ ہی ہے اس لیے عربی نسخہ ثیل میں مصحف فافتوح اس کی نسبت لکھا ہوا موجود ہے یعنی وہ مصحف
 جس سے کتاب اللہ شروع کی گئی ہے اور یہی معنی فاتحہ الکتاب کے ہیں اور چونکہ اس سورہ کا نزول واسطے اصلاح

مخبر کے ہوا ہے لہذا دانتا پیراوس فرشتہ کا سمندر میں اور بایاں پیراوس کا خشکی پر مکاشفہ میں منکشف ہوا۔ اور دوسرے سوم کا مضمون بھی سورہ فاتحہ پر بخوبی صادق آتا ہے کیونکہ سورہ فاتحہ کا نزول جس کو خود اللہ تعالیٰ نے قرآن عظیم فرمایا ہے ایک بڑی شان جلالی کے ساتھ ہوا ہے۔ کما قال اللہ تعالیٰ انا سنلقی علیک قولا ثقیلا یعنی بے شک ہم اتار دیتے رہے تم پر کلام بھاری ایضا ولو انزلنا هذا القرآن علی جبل لرآیتہ خاشعا متصدعا من خشية الله اور اگر اتار دیتے ہم قرآن کو کسی پہاڑ پر تو تم دیکھتے اور سکو خوف سے جھکا ہوا اور بھٹا ہوا۔ اور اس لیے احادیث صحیحہ میں وارد ہوا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو وقت نزول وحی کی کیفیات شاقہ پیدا ہو جاتی تھیں۔ اور جو ورس چار وغیرہ تا آخر میں لکھا ہوا ہے وہ بھی سورہ فاتحہ کی نسبت خود قرآن مجید میں فرمایا گیا ہے کہ یہ سورہ ہم نے بے شک تجھی کو عطا فرمائی ہے یعنی نہ اور کسی نبی کو۔ کما قال اللہ تعالیٰ ولقد اتینک سبعاً من المثانی والقرآن العظیم اور ظاہر ہے کہ سورہ فاتحہ کی سات ہی آیتیں ہیں جیسا کہ اس آیت کی تفسیر میں احادیث اصح الصراح سے ثابت ہے کہ سبع مثانی سورہ فاتحہ ہی ہے اور ان ورسوں سے بھی یہی ثابت ہوتا ہے کہ سات ہی بادلوں نے گرج کر سات کلام بیان کیے اور عدد ہائے ہفتگانہ نے بڑے زور شور سے او کو تلاوت کیا اور نیز بڑے شد و مد سے فرشتہ آسمانی نواہات پر قسم کھائی کہ ابھی تک اس مصحف مفتوح کے نزول کا وقت نہیں آیا اس لیے اس کو نہ لکھنے کے لیے اور اس پر نہ کرنے کے لیے یعنی مخفی رکھنے کے لیے سخت تاکید کی۔

اب ہم نظر ثانی کرتے ہیں کہ ان ساتوں آیتوں کا مضمون آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ بعثت میں واقع ہوا یا نہیں اگر واقع ہوا ہے تو بالضرور یہ مصحف مفتوح آپ کو دیا گیا ہے والا فلا۔ ہر ایک اہل بصیرت کو یہ تواتر بات معلوم ہے کہ ملکی حالت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فداہ الی دایمی مشرکین اور مخالفین کی طرف سے بظاہر بہت ستائے گئے اور جو کوئی اسلام میں داخل ہوا اس پر مخالفین کی طرف سے طرح طرح سے اس حالت میں ظلم کیے گئے حتیٰ کہ خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بارہ میں قتل کے منصوبے تجویز ہوئے اور بالآخر آپ کو مکہ معظمہ سے مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کرنی پڑی۔ ہاں حالت مدنی میں آغاز فتح بدر سے فتوحات عظیمہ حاصل ہونی شروع ہوئیں پس اب ہم کہتے ہیں کہ یہ سورہ فاتحہ جو اوایل میں آپ کو عطا ہوئی ہے جیسا کہ اتفاق اور تفسیر کبیرہ وغیرہ میں لکھا ہوا ہے اس نام فاتحہ میں ایک بشارت یہ دی گئی کہ اگرچہ تم کو تبلیغ مآئیں اور دین اسلام میں تکالیف اور مصائب بھی پیش آویں گے لیکن اوسکے ساتھ ہی خزانہ علوم کے برکات اور خزانہ ملکی کی فتوحات عظیمہ بھی تم کو حاصل ہوں گی جیسا کہ واقع ہوا جس کا علم یہ تواتر ہر کو کو حاصل ہو چکا ہے۔ اب دیکھو بسم اللہ میں جو تین اسماء اللہ رحمن اور رحیم ہیں انہیں حسب ذیل بشارات میں اسم اللہ کا مشعر ہے اس طرف کہ علوم الہیات اور نیز اوسکے اسماء کا علم جنکا شمار ہزاروں سے بڑھ کر ہے اور جنہر تمام

علوم دینیہ کا دار و مدار ہے تمکو حاصل ہوگا کما وقع دیکھو علوم مدونہ اہل اسلام کو۔ الرحمن اور الرحیم میں یہ اشارہ ہے کہ حسب مقتضائے صفت رحمانیت اور رحیمیت کے نعمائے دین و دنیا کی تمکو عطا کیجادیں گی۔ اب دیکھو کہ جو لوگ محض امی بکریوں کے چرانے والے تھے اوںکو کسی کیسی وہ نعمائے دنیا و دین کی عطا فرمائی گئیں جس سے پہلی منتیں محروم رہیں تھیں اسی لیے اے محمد ﷺ میں اون نعمتوں کے شکر کی طرف متوجہ ہو گیا کیا رب العالمین میں یہ اشارہ ہوا کہ حسب مقتضائے اپنی صفت ربوبیت عامہ کے آپ کے وجود با جو کو تمام عالموں کی حرکت کے لیے دنیا میں رکھ کر بھیجا ہے کما قال اللہ تعالیٰ وما ارسلناک الا رحمة للعالمین اب دیکھو اذ سکی ربوبیت عامہ کے تقاضے کو کہ جس دین اسلام کی تبلیغ کے لیے وہ رحمة للعالمین ایک چھوٹی سی بستی میں مبعوث ہوئے تھے اولاً اوس کے آغاز پر نظر کرو کہ سوائے ایک یا دو آدمیوں کے تیسرا شخص کوئی نہیں تھا اور پھر جو بتدریج ترقی ہوتے ہوئے اس درجہ کمال کو پہنچا اوسکو اس زمانہ مسیح موعود میں نظر کرو کہ اب کس قدر انسان دین اسلام میں موجود ہیں اور کیسی کیسی برکات روحانی اور فیضان نورانی انہیں پائے جاتے ہیں جو کسی دوسرے مذہب میں تمام دنیا کے مذاہب میں نہیں پائے جاتے دیکھو اس مسیح موعود اور مہدی موعود کو جو مصداق ہے اس شعر کا

ایس السد بکاف عبدہ مرزا غلام محمد مسیح وقت و مہدی ہم مجذوب بر سر این صہ

صدق اللہ تعالیٰ انا عطیناک الکوثر مالی قولہ تعالیٰ وان شانئک ہوالا بتکرر الرحمن الرحیم یہ بشارت ہے کہ تمام آفات مملکت سے آپ محفوظ رہیں گے اور اللہ تعالیٰ کی صلوات ہمیشہ آپ پر اور آپ کے متبعین پر روز افزوں پہنچتی رہیں گی دیکھو کوئی بستی مشہور دنیا میں ایسی نہیں ہے کہ اوس میں نماز ہائے پنجگانہ اور دیگر اوقات میں آپ پر صلوات نہ بھیجی جاتی ہوں صدق اللہ تعالیٰ از اللہ وملائکتہ یصلون علی النبی یا ایہا الذین امنوا صلوا علیہ وسلموا تسلیما یعنی بے شک اللہ تعالیٰ اور اوس کے تمام فرشتے اوس نبی موعود پر حبیب سورہ فاتحہ نازل ہوئی ہے رحمت اور درود بھیجتے ہیں اے ایمان والو تم بھی سب ملکر صلوات اور سلام اور سپر بھیجتے رہو مالک یوم الدین میں یہ اشارت پر بشارت ہے کہ عالم معاد میں بھی اللہ تعالیٰ حسب مقتضائے اس صفت مالکیت کے آپ کے متبعین اور پیروں کو جنات عدن میں داخل کرے گا اور مخالفین انہما کو درکات جہنم میں پہنچا دے گا کیونکہ تمام اعتقادات صحیحہ و اعمال صالحہ کا بیان ہمیں اسی چھوٹی سی سورہ فاتحہ میں موجود ہے جس کے علم اور عمل سے انسان جنات الفردوس حاصل کر سکتا ہے۔ ایاک نعبد میں یہ اشارہ ہے کہ جملہ انواع عبادات کی خواہ جسمانی ہوں یا روحانی قلبی ہوں یا قلوبی اون سب کا علم بواسطہ اس سورہ فاتحہ کے تمکو دیا گیا ہے جسکی تفصیل قرآن عظیم میں موجود ہے ایاک نستعین میں یہ اشارہ ہے کہ چونکہ اس طرز سے مدد کا مانگنا ہم نے ہی سورہ فاتحہ میں تمکو سکھایا ہے اس لیے ہماری اعانت بمقابلہ مخالفین کے ہمیشہ تمکو

پہنچتی ہے گی دیکھو اون موثر اعانتوں الیہ کو جینی کریم صلعم اور ان کے متبعین خالصین کو زمانہ ماضی میں پہنچتی رہی ہیں اور ہلکوا دسکا علم بہ تواتر حاصل ہے اور اس قرن میں اس اعانت الہی کو بذریعہ مسیح موعود ہم مشاہدہ کر رہے ہیں عیانہ راہ بیان۔ اھذا الصراط المستقیم میں یہ اشارہ ہے کہ علوم ظاہری اور باطنی میں ہلکوا وہ سیدھا راستہ سنات کیا جاوے گا کہ تمھارے استدلال ظاہری سے بھی تمام مخالفین عاجز رہیں گے اور تمھارے روحانی حربوں سے بھی بسبب مزید تصفیہ قلب کے تمام حکما اور فلاسفہ مغلوب نیچے ہو جاویں گے کیونکہ خط مستقیم تو باقی خطوط منحرف سے اقصر الخبوط ہوا کرتا ہے۔ اور صراط الذین انعمت علیہم میں یہ بشارت دی گئی ہے کہ تمھاری امت کو تمام مدارج انبیاء اور مراتب الیہ کے وقتاً فوقتاً الی یوم القیامہم حجت کرتے ہیں گے اس لیے کہ یہ سورہ فاتحہ جامع ہے تمام اعتقادات صحیحہ اخلاق فاضلہ اور اعمال صالحہ کی۔ جسکی تفسیر باقی قرآن مجید میں غیر المغضوب علیہم ولا الضالین میں یہ اشارہ ہے کہ ماسوا تمھارے اور تمھارے متبعین کے جو لوگ سورہ فاتحہ کے مخالف ہیں وہ سب کفار اور فساق ہیں جنکے اعمال بھی فاسد ہیں اور اخلاق بھی ردی ہیں اور اعتقادات بھی باطل ہیں اور وہی مغضوب علیہم ہیں یا ضالین ہیں اگرچہ یہ جملہ امور جو مختصر سورہ فاتحہ کے مضامین میں آنحضرت صلعم سے لیکر اس امت مرحومہ کے اولیاء روحانی اور علمائے ربانی میں بہ تواتر منقول ہوتے چلے آئے ہیں مگر بایں خیال کہ کوئی شخص یہ کہے کہ شنیدہ کے پورا مانند دیدہ۔ اس لیے ہم اپنے زمانہ میں بھی اسکا ثبوت کامل دیے دیتے ہیں تاکہ پورے طور پر تمام حجت ہو جاوے جب اس صدی چہارم کو ہم مشاہدہ کرتے ہیں تو اس امر کو موجود پاتے ہیں کہ حضرت اقدس مرزا غلام احمد صاحب نے کتاب براہین احمدیہ کے صفحات ۵۳۰ و ۵۳۱ میں یہ دعویٰ کیا ہے کہ یہ سورہ فاتحہ مع قرآن مجید اور اسکو معارف اور حقائق اور خواص کے مجھکوا عطا ہوئی ہے اور اس کی طرف تمام لوگوں کو دعوت بھی کرتے ہیں۔

اب ہم چاہتے ہیں کہ ان کے اس دعوے کی حقیقت پر نظر اور غور کریں تو بعد نظر اور غور کرینکے اس دعوے کی حقیقت کو کاشمس فی النہار ہم ثابت پاتے ہیں کیونکہ واقعات اس مدت ۲۵ یا ۲۶ سال کو ان کے دعوے کی صداقت کے لیے شواہد قطعیہ دیکھتے ہیں اور چونکہ واقعات کا انکار نہیں ہو سکتا لہذا ان کا یہ دعویٰ ایک صداقت ثابت شدہ ہو گا۔ اب ہم ہر سفت آیات سورہ فاتحہ کے مضامین پر نظر کرتے ہیں کہ وہ مضامین ہفت گانہ فاتحہ کے یہاں پر کیونکر واقع ہوئے۔ اول وہ زمانہ جو بوجہ نفخ صور بسم اللہ کا زمانہ ہے تو اس بعثت مسیح موعود کے اوائل زمانہ میں ہم دیکھتے ہیں کہ اس میں آغاز کتاب براہین احمدیہ کا ہوا تھا جس میں تمام واقعات آئندہ متعلق بعثت زمانہ مسیح موعود کی خبریں بطور پیشین گوئی کے بندرج تھیں جو اس تحریر کے وقت تک واقع ہو چکیں اور آئندہ ہوتی رہیں گی دیکھو کتاب تریاق القلوب وغیرہ کو۔ اور اسی اوائل زمانہ میں (۱۶۰۰)

اشتہارات تبلیغ حقیقت کتاب السد والنہوۃ محمدیہ کے تمام دنیا میں بھی شائع کیے گئے جن سے ایک غلغلہ اور آواز
حقیقت قرآن مجید اور نبوۃ محمدیہ کا تمام چاروں گوشہ عالم میں پہنچ گیا اور جملہ ادیان باطلہ کا ایوان متزلزل ہو گیا گما
قیل سے چوہیتش درافواہ دنیا فتادہ تزلزل درایوان کسوفاد۔ اور پھر ہم دیکھتے ہیں کہ متعدد
تفاسیر متضمن ختیاق و معارف سورہ فاتحہ کی عربی فارسی اردو میں متحدیانہ آپ کے قلم سے لکھ کر تمام دنیا میں شائع
ہوئیں جس کے مقابلہ پر کوئی مخالف آج تک قادر نہیں ہو سکا پس اگر یہ اوائل زمانہ میں نفع صور بسم السد کا اس
سیح موعود کے لیے اللہ تعالیٰ کی طرف سے نہیں ہوا تھا تو یہ صد ہا پیشین گوئیاں مندرجہ برائیں احمدیہ کیوں واقع
ہوئیں۔ اور پھر اشاعت (۱۶۰۰۰) اشتہار کی توفیق اوسکو کیونکر دی گئی۔ اور پھر اون تفاسیر متحدیانہ سورہ فاتحہ
صرف اوس کی قدرت کیوں دی گئی اور اوس کے مخالفین اون تفاسیر کے مقابلہ کرنے سے کیوں عاجز رہے
باوجودیکہ بذریعہ اشاعت اشتہارات غیرت دہ کے اونکو غیرت بھی دلائی گئی تھی ان واقعات سے ثابت ہوا
کیا اوائل زمانہ یعنی اس صدی چہار دہم اس سیح موعود کیلئے بسم السد کے نفع صور کا زمانہ تھا جس میں حسب مقتضائے
اسم ذات السد اور تقاضائے صفات رحمن و رحیم کے حقیقت کتاب السد والنہوۃ محمدیہ کا غلغلہ تمام چاروں گوشہ عالم
میں ایسا برپا ہو گیا کہ اوسکی نظیر اس تیرہ صدی میں (بجز اس نبی آخر الزمان کے جسکو اول بالذات یہ سورہ فاتحہ حضرت
ہوئی تھی) اور نہیں پائی جاتی۔ پھر ہم نظر کرتے ہیں کہ اس محمد رسول اللہ رب العالمین کے نفع صور کا زمانہ اس کے بعد
آیا یا نہیں تو ہم دیکھتے ہیں کہ ضرور آیا کیونکہ ہم نے مشاہدہ کر لیا کہ بعد دعویٰ سیح موعود اور محمدی مہموہ کے
شائع ہونے کو ایک عالم یعنی عالم اہل مذہب بیرونی و اندرونی دنیا بھر کے اوسکی مخالفت اور عداوت میں متعدد
دکمر بستہ ہو گئے اور اوس کے قتل اور ہلاک کرنے میں کوئی دقیقہ اونہوں نے فرو گذاشت نہ کیا اور جس امر
کے لیے اللہ تعالیٰ نے اوسکو مبعوث فرمایا تھا اوسکے روکنے کے لیے سب اجماع کر کے ہزاروں طرح کی تدابیر
اور جان توڑ کوششیں کیں۔ مگر سب کے سب اپنے ان ارادوں میں ناکام رہے اور ناکام رہ کر خود ہی ذلیل ہو گئے۔ مگر وہ
مرد میدان کا اللہ تعالیٰ کی محادہ اور صفات حمیدہ کو اور نیز اوس کے رسول آخر الزمان کی عظمت شان کو دنیا
میں برابر شائع کرتا رہا اور مخالفین کی عداوت کو اسکا ایک بال بھی بیکانہ ہوا پس اگر یہ ممکن آیت محمد رسول اللہ
رب العالمین کی تجلیات کا مورد کامل نہیں تھا تو ایسا کچھ کیوں واقع ہوا اور اسی زمانہ کا یہ مقتضی ہوا کہ
آئینہ کمالات پرکات الدعاء کرامات الصادقین وغیرہ وغیرہ جیسی کتابیں اوسکی طرف سے دنیا میں شائع
ہوئیں۔ اور علاوہ اس پر یہ ہوا کہ اس زمانہ میں فتوحات غلیبہ کا دروازہ بھی کھلنا شروع ہو گیا۔ ہمیں وجہ
الرحمن الرحیم کی تجلیات مکر نے اپنے ورود سے اوسکی صداقت کو اور ثابت کر دیا کہ بالفرد سورہ فاتحہ
اللہ تعالیٰ کی طرف سے اوسکو عطا کی گئی ہے۔ اسی کے بعد زمانہ مالات یوم الدین کا بطور نمونہ اور نفل کے

دنیا میں ہونا بھی ضروری تھا کیونکہ اگر کل دار مارو عدد اور دہیوں دین اسلام کا قیامت ہی پر رکھا جاوے تو پھر ماہ الاقنیا ز در میان دین اسلام اور دیگر ادیان باطلہ کے کیا ہوگا اس لیے اس زمانہ وسط میں مکذیبین تباہی اور ہلاکت کا آغاز شروع ہو گیا دیکھو واقعات لیکھو ام آتھم اور غلام دستگیر وغیرہ کو کہیں کو کہیں حسب الامات شائع شدہ ہلاک اور تباہ ہو گئے اور موفقیں مخلصین اپنے مراتب اخلاص اور عرفان کے موافق کامیاب و بامراد ہوئے اس سے یہ بھی ثابت ہوا کہ امور من الد کے زمانہ او وسط میں ایک نمونہ یوم الدین کا ضرور واقع ہو جاتا ہے تاکہ اسکی صداقت ہر ایک اہل بصیرت پر واضح اور لائح ہو جاوے اور مخلصین میں اخلاص واسطے عبادت الہی کے ترقی کرے اور خاص اللہ تعالیٰ کی ہی جناب میں استعانت کرے اسے ادنکو اعانت الہی پہنچے سو ایسا ہی واقع ہوا کہ اسوقت میں ہزاروں بندگان خدا تے اس کے ہاتھ پر شرک خاصہ نصاریٰ سے توبہ کی اور عبادت الہی کو شرک عیسوی سے خالص اور منزه کیا و الحمد للہ بدستجاء ربنا المسیح کے (جس میں نادان اہل اسلام بھی کسی قدر ان کے شرک حال ہو گئے ہیں) اب خالص ربنا اللہ کا نعرہ ہر ایک مخلص کی زبان سے بلند ہوا اور یہی تجلی ہے ایاک نعبد و ایاک نستعین کی جو جماعت احمدیہ میں ہر ایک شخص اہل بصیرت کو مشاہد ہو رہی ہے حتیٰ کہ عیسائی و جاجلہ ان تجلیات احمدیہ سے فرار کرنے لگے ہیں اس لیے اب کسی بڑے پادری دجال کی بھی مجال نہیں کہ کسی احمدی بھائی کا منظرہ میں مقابلہ کر سکے پس اگر اس تجلی ایاک نعبد و ایاک نستعین کا یہ مسیح موعود مورد نہیں تھا تو پھر یہ دجاجلہ ہر ایک احمدی سے کیوں فرار کرنے لگے ہیں۔ اب دعا اھدنا الصراط المستقیم جو اس فاتحہ میں تعلیم فرمائی گئی ہے اس میں ہر تیرے ہے کہ اولاً تو جب کوئی بادشاہ اپنی رعایا میں سے کسی کوئی درخواست اپنی طرف سے ارشاد فرماوے کہ ہمارے دربار میں اس قسم کی درخواست گزار تو اس حکم کے نفاذ سے ہر ایک اہل بصیرت سمجھ سکتا ہے کہ بادشاہ کو اس مطلوب شے کا عطا کرنا مقصود ہے لا غیور ثانیاً تمام انبیاء اولیاء اور حکما کا اس امر پر اجماع چلا آتا ہے کہ دعائیں بہت بڑی تاثیر ہے یہاں تک کہ یہ مقولہ مشہور ہے کہ الدعاء لا مستجاب المطالب کا الفکر لا مستجاب العلوم اس لیے اس دعا کے سکھانے سے ثابت ہوا کہ اس امت کے لیے اس زمانہ میں تمام امور دینیہ اور دنیویہ میں صراط مستقیم کا عطا فرمانا بذریعہ موعود و مدعی ہو جناب الہی کو منظور ہے کیونکہ تمام مجرب و بر میں افراط و تفریط واقع ہوئی ہے جیسا کہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے ظہر الفساد فی البر والبحر ایضاً فرمایا و كذلك جعلناکم امة وسطاً لتکونوا شهداء علی الناس و یکون الرسول علیکم شہیداً پس اولاً وبالذات تو یہ صراط مستقیم اس رسول کو عطا فرمایا گیا جس پر اولاً یہ سورہ نازل ہوئی اور اس زمانہ آخری میں وہ صراط مستقیم مسیح موعود کو عطا ہوا ہے

کہ وہ تمام اپنی تعلیمات میں افراط و تفریط کو ترک کر کر اوساط کو اختیار کر رہا ہے دیکھو اعتقادات الہیات کو۔ اوسکی کتابوں میں نہ تو وہ تعلیم ہے جس سے صفات الہیہ کی نفی ہوتی ہو اور نہ اس طرح پر اثبات صفات کا ہے جس سے تشبیہ جسمانی لازم آدے نہ بالکل۔ جس سے نہ بالکل تفویض ہے نہ نفی ہے کلام الہی کی جیسا کہ مخالفین مکالمات الہیہ کی نفی کر رہے ہیں اور نہ اس طرح پر اثبات ہے جس سے اللہ تعالیٰ کے لیے زبان اور موندہ کا ہونا لازم آجا و سہ تعلیم اخلاق میں کیسی تہذیب فرما رہا ہے کہ لایعنی علوم اور فکرات سے قوت نظریہ کے بچا نیچے لیے تعلیم فرماتا ہے اور نظر و فکر کو معطل کر دینے سے بھی بچاتا ہے قوت شہویہ کو اس طرح پر تہذیب فرما رہا ہے کہ لذات کے انہماک سے بھی روکتا ہے اور جس امر کی اجازت عقلاً و شرعاً ہووے اوس کے استعمال کے لیے تعلیم فرماتا ہے اور چونکہ اس زمانہ میں عموماً قوت غضبیہ میں بڑا افراط ہو گیا تھا جو موجب فساد اور نقص امن کا ہے اس لیے اوسکی تعلیم میں بموجب فعل الحکیم لا یخلو عن الحکمة کے اوس قوت کا بالکل فرو کر دینا پایا جاتا ہے جو مقتضا اوس کی صفت خاصہ یعنی الحرب کا ہے کیونکہ قوت غضبیہ کی اصلاح بغیر اس تدبیر کے نہیں ہو سکتی تھی کہ العلاج بالضد مقولہ مشہور ہے۔ پس جبکہ اوسکی کتابوں میں ہر ایک امر کے لیے صراط مستقیم کی تعلیم پائی جاتی ہے تو اس سے حکم دلیل انی کے ثابت ہوا کہ صراط مستقیم کی تجلیات کا وہی لفظ و مورد ہے۔

اب واضح ہو کہ سورہ فاتحہ کی آخری آیت ہفتم یعنی صراط الذین انعمت علیہم غیر المغضوب علیہم ولا الضالین کی تجلی کا مورد اگرچہ آنحضرت صلیم کا آخری زمانہ اولاً وبالذات تھا مگر چونکہ آپ تمام انبیاء (صلیہم) ہیں اور آپ کے زمانہ بعثت و نبوت کا سلسلہ قیامت تک جاری ہے اس لیے واسطے تمام حجت آخری زمانہ کے اور نیز اس لیے کہ اس آخری زمانہ میں شیطان اور باطل ہی بڑی قوت اور زور کے ساتھ حق اور اسلام کا مقابلہ کر رہا ہے اس آیت آخری سورہ فاتحہ کی تجلیات زمانہ مسیح موعود میں ہی بڑی زور و شور سے واقع ہونی لکھی ہوئی ہیں اور تمام انبیاء اس آخری زمانہ کو لازمی کی خبر دیکھ چکے ہیں جیسا کہ درس ہفتم میں لکھا ہوا ہے۔ ولا کن فی الایام التي یصوت فیہا الملک السابج بالبق السابج یتتم سر اللہ الذی بشرت بہ عبیدہ الانبیاء ترجمہ اسکا اردو میں گذر چکا دیکھو درس ۵ و ۶ و ۷ کو (۵) تب اوس فرشتہ نے جسے یسے سمندر اور زمین پر کھڑی دیکھا پناہ تھ آسمان کی طرف بلند کیا (۶) اور اوسکی جو ہمیشہ زندہ ہے اور جس نے آسمان کو اور سب کچھ جو انہیں ہوا زمین کو اور سب کچھ جو انہیں ہے اور سمندر کو اور سب کچھ جو ان میں ہے پیدا کیا قسم کر کے کہ اگر اب تک زمانہ نہیں ہے (۷) بلکہ ساتویں فرشتہ کی آواز کی وقت میں جب وہ پھونکنے پر ہوگا خدا کا لاز جیسا اوس نے اپنے بندوں نبیوں کو ظاہر کیا پورا ہوگا اتنی حاصل کا ام یہ ہے کہ زمانہ مسیح موعود میں جو حقیقت کتاب السد والنبوۃ محمدیہ کے کمال ظہور کا زمانہ ہے فتح اسلام بڑے زور و شور سے واقع ہوگی جس کا غلغلہ آسمان تک بلند ہوگا اسی لیے فرشتہ نے آسمان کی بھی قسم کھائی اور کلام نبوت

میں ایک طاق بویں واقع ہوا کہ لوکان الایمان معلقا بالثریا لئالہ رجل من فارس اور اس وقت تمام اطراف زمین میں آوازہ دین اسلام کا پہنچ گیا اسی لیے فرشتہ نے زمین کی قسم کھائی اور سمندر بھی بسبب کثرت جہاز ہوائی اور بادی کے اس صیبت اور آوازہ سے خالی نہ رہیں گے اسی لیے سمندر کی بھی قسم کھا کر یاد دلایا اور مخالفین دین اسلام کے مغضوب اور ضالین کے مصداق ہو کر ہلاک اور تباہ یا ضایع ہو جائیں گے مگر قال اللہ تعالیٰ لیظہر علی الدین کلمہ اور اب واقعات بتلا ہے ہیں کہ یہ زمانہ اب شروع ہو گیا ہے کیونکہ اب ادن حوادث کا وقوع شروع ہے جو کبھی پہلے زمانوں میں مجموعی طور پر نہیں ہوا تھا دیکھو گیارہ بارہ برس سے طاعون تمام دنیا میں کس زور سے چل کر رہا ہے اور زلازل شدیدہ نے بہت سے ملکوں کو تہ و بالا کر دیا ہے۔ جس طرح پرخسفت ارض اس زمانہ میں واقع ہوئے ایسے خسف اس تیرہ سو سال میں کب واقع ہوئے تھے اور کسی مقام پر طوفان گرد باد سے اور کہیں زمینی یا آسمانی آگ سے تباہی واقع ہوئی۔ پس ان واقعات سے ثابت کر دیا کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ زمانہ وہی ہے جس میں تجلیات انعمت علیہم کی سیح موعود اور اسکی جماعت کے لیے وارد ہو رہی ہیں۔ اور مغضوب علیہم اور ضالین کے مصداق اس کے مخالفین ہیں اور یہ زمانہ تو صرف ایک قیامت کا نمونہ ہی ہے مگر قیامت میں تو اس کا پورا اظہور ہو گا کیج فرمایا سیح موعود نے خدا کے پاک لوگوں کو خدا سے نصرت آتی ہے جب آتی ہے پھر عالم کو اک عالم دکھاتی ہے، ثم قول کہیں بھونچال ہو کر دشمنوں کے گھر گرتی ہے جب کبھی ہو کر بادہ صورت طاعون لاتی ہے، قال المسیح الموعود علیہ السلام غرض کرتے نہیں ہرگز خدا کے کام بندوں کے بھلا خالق کے آگے خلق کی کچھ پیش جاتی ہے اور جیسا کہ ان درسون سے ثابت ہوا کہ اس مصحف مفتوح میں تمام علوم اولین اور آخرین کے بطور راز کے جمع کیے گئے ہیں اور انبیاء مجملات اون کی خبر دیتے ہیں اس لیے اہل اسلام میں بھی اس سورہ فاتحہ کا نام امر الکتاب بھی ہے اتقان فی علوم القرآن میں لکھا ہے اخرج ابن ابی حاتم عن ابن سابط قال فی امر الکتاب کل شیء ہو کائن الی یوم القیامۃ پس جبکہ واقعات زمانہ مسیح موعود نے بموجب مکاشفات یوحنا باب دس کے صداقت دعویٰ مندرجہ براہین احمدیہ پر شہادت دے دی۔ فلازم المفہم للتکذیب لانکار فاعتبر وایا اولی الا بصار۔ منتخب احسن البیان فی براہین القرآن

یکم نومبر ۱۹۰۶ء

ایک نیا معترض نمبر ۲

سال گذشتہ میں خواجہ غلام الثقلین صاحب ایڈیٹر عصر جدید نے ایک مضمون سلسلہ احمدیہ کے خلاف بعنوان قادیانی تحریک شائع کیا تھا جس کے انہی دنوں میں تین جواب شائع کیے گئے تھے۔ ایک المحکم میں ایک بدر میں اور ایک اس رسالہ میں۔ انہیں سے آخری مضمون کا جواب اب خواجہ صاحب نے عصر جدید کے گذشتہ ستمبر کے پرچے میں بعنوان قادیانی تحریک نمبر ۲ شائع کیا ہے۔ مضمون اول میں خواجہ غلام الثقلین صاحب نے چار اصول سلسلہ احمدیہ کی صداقت کے پرکھنے کے لیے قائم کیے تھے یعنی عدل و انصاف، کفایت شعاری، سعی و محنت اور اتفاق قومی۔ میں نے انکی اس بحث کی غلطی کو ظاہر کر کے دکھایا تھا کہ یہ وہ اصول نہیں جو کلام ربانی میں حق اور باطل کے درمیان امتیازی نشانوں کے طور پر قائم کیے گئے ہوں۔ نہ ہی ان باتوں پر زور دیکر ہم کسی مفید نتیجہ تک پہنچ سکتے ہیں۔ بلکہ امتیازی نشان سچے اور جھوٹے مدعی نبوت میں وہ ہے جس کو قرآن کریم نے اس پختہ اور ختمی وعدہ کے رنگ میں بیان کیا ہے کہ انا لنصرہ دسلنا والذین امنوا فی الحیۃ الدنیا اب میری بحث کے حصہ اول پر خواجہ صاحب نے کوئی اعتراض نہیں کیا۔ جس سے اگر میں یہ قیاس کر لوں کہ انہوں نے اسے صحیح تسلیم کر لیا ہے تو شاید غلطی پر ہوں۔ مگر بحث کے حصہ دوم پر ایڈیٹر صاحب عصر جدید کو سخت اعتراض ہے مگر اس اعتراض کے کرنے میں خواجہ غلام الثقلین کے ہی الفاظ میں اگر میں یہ کہوں کہ یا تو حد درجہ کا دھوکہ دیا جاتا ہے یا استعارہ کی سادہ لوحی برقی جاتی ہے، تو خواجہ صاحب کے مہذب طرہ انداز مجھے معذور سمجھیں۔ خواجہ صاحب نے نہایت نا انصافی سے میری اصل بات کو بیان نہ کیا کیا اچھا ہوتا کہ وہ میری اصل بحث کو جو صرف تین ہی ورق تھے نقل کر کے اس پر رائے زنی کرتے تاکہ ناظرین کو صحیح طور پر موازنہ کر نیکا موقع ملتا کہ مباحثین میں سے کون حق پر ہے اور کون باطل پر۔ میری اس کل بحث کو خواجہ غلام الثقلین صاحب نے نہایت ظلم کر کے ان مختصر الفاظ میں پیش کیا ہے کہ وہ چلتی کا نام گاڑی، اور پھر یہ فرض کر کے اس پر چند ایک اعتراض کیے ہیں۔ میں خواجہ صاحب کی اس نا انصافی کو اور کسی طرح سے ظاہر نہیں کر سکتا سوائے اس کے کہ اسی مضمون کا ایک حصہ اس جگہ دوبارہ نقل کر دوں اور میں عصر جدید کے ایڈیٹر صاحب سے اس بات کی التجا کرتا ہوں کہ میں مضمون کو اپنے پرچے میں نقل کر کے اس کا جواب تحریر فرما دوں تاکہ انکے ناظرین کسی دھوکے میں نہ رہیں اگر انکو واقعی احقاق حق منظور ہے تو اس میں انکا کوئی حرج نہیں ہے۔ وہ فراموش نہ ہوں کہ اب چند سطروں میں میں یہ دکھانا چاہتا ہوں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے اپنی نعمتوں کا کیا کیا وعدے کیے اور کیونکر وہ وعدے پورے ہوئے ہیں۔ میں یہ جانتا ہوں کہ دنیا میں جو لوگ کوئی کام کرتے ہیں وہ کامیاب بھی ہوتے ہیں اور ناکام بھی۔ پس خالی کامیابی یا ناکامی سے کوئی نتیجہ نہیں نکل سکتا۔ مگر اللہ تعالیٰ کی اپنے

ان خاص بندوں کے ساتھ جبر وہ اپنا کلام نازل فرماتا ہے اور جینکو دنیا کی اصلاح کے لیے مامور فرماتا ہے سنت قدیم ہے کہ وہ پہلے ایسے حالات میں جب چاروں طرف سے ناکامی ہی ناکامی نظر آتی ہے انکو بذریعہ وحی مطلع فرماتا ہے کہ وہ آخر میں غالب اور منصور کیسے جاویں گے اسکی دو غرضیں ہوتی ہیں اول یہ کہ انبیاء علیہم السلام کو ہر قسم کے غم و ہجوم کے اوقات میں جب لوگ ان کی باتوں کو رد کرتے ہیں اور ہر قسم کے مصائب اور تکالیف اور ایذاؤں کے زماں میں جو مخالفین کی طرف سے انکو پہنچائی جاتی ہیں۔ خدا کے زندہ اور طاقتور کلام سے تسلی ملتی رہی اور دوسرے یہ کہ انبیاء علیہم السلام کا ناکامیوں کے بعد آخر کامیاب ہونا دنیا کے لیے ایک نشان ٹھہرے اور نامعلوم ہو کہ انکی کامیابی اتفاقی امر نہیں بلکہ خدا نے تعالیٰ کے خاص ارادہ اور منشاء سے یہ انکی نصرت ہوئی ہے۔ اور تا اللہ تعالیٰ کی قدرت اور علم پر اس کے بندوں کو یقین تام حاصل ہو کہ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے قبل از وقت اسوقت یہ خبر دی جب انکی کامیابی ناممکن معلوم ہوتی تھی۔ اسی لیے قرآن شریف کی تمام کی سورتیں ابتداء سے لیکر آخر تک اللہ تعالیٰ کے ان وعدوں سے بھری پڑی ہیں کہ آخر کار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے ساتھی غالبی منصوبہ و منظور ہو اور ہر ایک روک جو انکی کامیابی کی راہ میں آویگی اٹھا دیجاوگی۔ اور پھر آخر مدینہ میں اللہ تعالیٰ نے ان تمام وعدوں کو پورا فرما کر تمام مخالفین پر تمام حجت کی چنانچہ جب یہ آخری اور عظیم الشان فتح اور کامیابی کا وقت آیا تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا انا فتحنا لک فتحا مبینا لنغفر لک اللہ ما تقدم من ذنبک وما تاخیر یعنی ہم نے کھلی کھلی فتح عطا فرمائی تا وہ تمام اعتراض جو یہیں برپا کیے جاتے ہیں خود ہی دنیا کی نظروں میں مردود ثابت ہو جائیں۔ کیونکہ جب نصرت الہی تمام کمال کو پہنچ گئی اور مخالفین کی کل کوششیں جو سالہا سال تک وہ کرتے رہے بالکل ناکام اور نامراد ہوئیں اور حسب وعدہ الہی یہ سب باتیں ہوئیں تو یہ ایک ایسی کھلی دلیل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت پر پیدا ہو گئی جس کے مقابل کسی اعتراض کی گنجائش ہی نہ رہی۔ تعجب ہے کہ مکہ کے بت پرستوں نے تو اس بات کو سمجھ لیا جب انہوں نے فتح مکہ کے بعد کہا کہ آج ہم آنحضرت کی صداقت پر ایمان لاتے ہیں کیونکہ وہ نصرت اور تائید کے تمام وعدے پورے ہوئے جو آپ کے ساتھ کیے گئے تھے اور اسوقت یہ سوال نہ کیا کہ فلاں فلاں اعتراض ابھی آپ کو دور کرنے چاہئیں اور آج کل کے نام کے مسلمان اس بات کو نہیں سمجھ سکتے۔ یاد رکھنا چاہیے کہ ذنب سے مراد اسبگہ وہ ذنوب ہیں جو مخالفین آپ کی طرف منسوب کرتے تھے اور اعتراض کے رنگ میں پیش کرتے تھے ورنہ فتح کو گناہوں کی معافی سے کیا تعلق۔

اب اس خدا نے تعالیٰ کی قدیم سنت کے مطابق ہمارے حضرت مرزا صاحب کو اللہ تعالیٰ نے اسوقت آپ کی نصرت اور تائید اور مخالفین کی کوششوں کے ناکام اور نامراد رہنے کے وعدے دیے۔ جب آپ ایک گناہی کی حالت میں پڑے ہوئے تھے۔ خدا نے تعالیٰ کی یہ وحی اگر صرف چند آدمیوں کے سماع تک ہی محدود ہوتی

اور تحریر میں نہ آجاتی تو بھی مخالفین کو انکار کی گنجائش ہوتی کہ شاید یہ وحی اس وقت کی نہ ہو مگر ایک ایسے وقت میں سب پیشگوئیاں براہین احمدیہ میں شائع ہو چکی ہیں جس کو آج پچیس سال کا عرصہ گزر چکا ہے۔ اور جبکہ یہ بھی حضرت میرزا صاحب کا دعویٰ تھا۔ نہ ہی کوئی مخالف تھے اور نہ ہی ان کے پاس لوگوں کی آمد و رفت تھی بلکہ اس وقت آپ کو کوئی جانتا بھی نہ تھا۔ مثلاً ان الہامات پر غور کرو۔ اذ اجاء نصر اللہ والفتح وانتہی امر الزمان اللینا اللیس لہذا بالحق۔ یا یتک من کل فج عمیق۔ یا تو من کل فج عمیق۔ ینصرک اللہ من عندہ یرفع اللہ ذکرك۔ فخان ان تعان و تعرف بین الناس لا تصعر لخلق اللہ ولا تسئم من الناس اصحاب الصفة وما ادراک ما اصحاب الصفة توی اعینہم تفیض من الدمع۔ یصلون علیک ربنا اننا سمعنا مناد یا ینادی للایمان۔ یعنی جس وقت خدا کی مدد اور فتح آئے گی اور زمانہ ہماری طرف رجوع کر لے گا اس وقت کہا جائیگا کہ کیا یہ کاروبار خدا کی طرف سے نہ تھا۔ ہر ایک گمراہ راہ سے تیرے پاس نصرت آئیگی اور ہر ایک دور کی راہ سے تیری پاس لوگ آئیں گے۔ خدا اپنے پاس سے تیری مدد کرے گا۔ خدا تیرے ذکر کو دنیا میں بلند کرے گا۔ وہ وقت چلا آتا ہے کہ تیری مدد کی جائیگی اور دنیا جہان میں تیرے نام کو شہرت دی جائیگی لوگ اکثر سے تیری طرف رجوع کریں گے۔ سو تیرے پر واجب ہے کہ تو اسے بد خلقی نہ کرے اور ان کی کثرت دیکھ کر تنگ نہ جائے۔ اور اصحاب الصفہ بھی ہونگے۔ اور تو جانتا ہے کہ اصحاب الصفہ کیسے لوگ ہوں گے وہ بہت قوی الایمان ہوں گے۔ اور تو دیکھے گا کہ انکی آنکھوں سے آنسو جاری ہوں گے وہ تیرے پر درود بھیجیں گے۔ پس بس اس نعمت کے جو تیرے ذریعہ انکو ملے گی۔ اور وہ کہیں گے کہ اسے ہمارے خدا ہم نے ایک آواز دینے والے کی آواز سنی جو ایمان کی طرف بلاتا ہے سو ہم ایمان لائے۔

یہ سب پیشگوئیاں ایسے وقت کی ہیں جب حضرت مرزا صاحب کو دوسرے لوگ تو ایک طرف ہو خود اس چھوٹے گاؤں کے بہت لوگ بھی نہ جانتے تھے اور آپ ایک نہایت گمنامی کی زندگی بسر کرتے تھے اور پھر اس وقت پیشگوئیاں بزرگ براہین احمدیہ دنیا میں شائع بھی ہو گئیں۔ یہ وحی کئی قسم کی پیشگوئیوں پر مشتمل ہے۔ مثلاً اول یہ کہ مخالف یہ کوشش کریں گے کہ تو ناکام ہے اور لوگ تیری طرف رجوع نہ کریں۔ مگر آخر ہمارا ارادہ پورا ہوگا۔ اور لوگ تجھ کو قبول کرتے جائیں گے انہی معنی پر مشتمل ایک اور اہام بھی ہے یریدون لیطفوا اور اللہ بافوا ھم واللہ منتم نور یعنی لوگ خدا کے اس نور کو سمجھانے کی کوشش کریں گے مگر خدا اسے پورا کر کے ہی رہے گا۔ دویم یہ کہ دور دور سے مالی مدد اور تحایف وغیرہ تیرے پاس نہنچیں گے۔ سویم یہ کہ دور دور کے بلاد اور ممالک سے لوگ چل کر تیرے پاس آویں گے۔ چہارم یہ کہ لوگ تیرے تباہ کرنے کے لیے کوشش کریں گے مگر خدا اپنی نصرت تیرے شامل حال کھیگا اور تیرا محافظ رہے گا یہی مطلب دوسری جگہ یعصمک اللہ ولولہ یعصمک الناس۔ مگر ادا کیا گیا ہے یعنی لوگ تیرے ہلاک کرنے کی

کوششیں کریں گے مگر خدا تجھے بچائے گا۔ بنجم یہ کہ کل دنیا میں تیری شہرت ہو جائے گی۔ ششم یہ کہ لوگ اس قدر کثرت سے آویں گے کہ قریبے کہ تو اونسے تھک جائے۔ ساتویں یہ کہ بعض لوگ اپنی وطنوں کو چھوڑ کر ہجرت کر کے تیرے پاس آئیں گے اور تیرے گھر کے کسی حصہ میں رہیں گے وہ اصحاب الصفہ کہلائیں گے۔

اب دیکھو کہ خدائے تعالیٰ نے اپنے یہ تمام وعدے کس صفائی سے پورے کیے اور آئندہ وہ کیسی صفائی سے پورے ہو رہے ہیں۔ اب نبیہ اتفاقی امر ہے نہ منصوبہ بازی ہے۔ کیونکہ پچیس برس پہلے ان باتوں کی خبر دی گئی ہے۔ اور پھر وہ سب بعینہ اسی طرح پوری ہوئیں۔ اگر ایسی منصوبہ بازی کی کوئی نظیر دنیا میں ہے تو پیش کرو۔ مگر یاد رکھو کہ اسکی نظیر سوائے زمانہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اور کہیں نہیں ملتی جس طرح وہاں دکھوں اور مصیبتوں اور تنہائی کے وقت میں ایک شخص پکار پکار کر کہتا تھا کہ میرے خدا کی طرف سے ہونیکا یہ نشان ہے کہ آخر میں ہی غالب ہونگا اور تمہاری سب کوششیں نامراد رہیں گی۔ اور آخر ایسا ہی ہوا یا وجودیکہ دشمنوں نے کوئی دقیقہ ہلاک اور تباہ کر نیکا باقی نہ چھوڑا تھا۔ ایسا ہی یہاں بھی بڑی گمنامی اور تنہائی کی حالت میں اللہ تعالیٰ نے یہ وعدے دیے کہ میں تمہیں مرجع خلافت بنانا لگا۔ اور خدا کے یہ وعدے اسی وقت مشنر بھی ہو گئے پھر ان الامام کے ساتھ ایک جگہ یہ بھی لفظ میں کہ املاوا یعنی ان باتوں کو لکھ چھوڑو۔ کیونکہ یہ سب اپنے وقت پر واقع ہونگی۔ اور پھر دشمنوں نے وہ کوششیں کیں کہ کوئی کسرتباہ کرنے میں باقی نہ چھوڑی۔ اور ایک قوم بھی اس ملک میں ایسی نہ رہی جس نے پورا زور مخالفت کا نہ لگایا اور ہر طرح کے منصوبے کیے گئے مگر خدا نے اپنے وعدے کے مطابق ایسی نصرت اور تائید اور حفاظت کی جس کی نظیر سوائے انبیاء کے اور کہیں نہیں ملتی۔

میں خواجہ غلام الثقلین صاحب کو پھر یہ کہتا ہوں کہ وہ ٹھوکر نہ کھائیں۔ اعتراض کس پر نہیں ہوا اور اعتراض جو ابوں سے کتنے لوگ قابل ہوئے۔ صحیح اصول جو صداقت کے پرکھتے کا قرآن کریم نے بتایا ہے وہ وہی ہے جو بیٹے یہاں بیان کیا ہے۔ ہم نہ منصوبہ باز ہیں نہ دھوکہ دینے والے اور نہ ہی دھوکہ خوردہ۔ نہیں بلکہ علی بصیرت ہم اس سلسلہ کی سچائی کو دیکھ سکتے ہیں۔ جب ہم خدائے تعالیٰ کی ہستی کے زندہ نشان دیکھ سکتے ہیں تو پھر اس ذوالجلال کے آگے سے بھاگ کر کما جائیں۔ اگر مذہب کی غرض خدا کی ہستی پر یقین پیدا کرنا ہو تو خواجہ صاحب یاد رکھیں کہ اس غرض کو آج سلسلہ احمدیہ کے سواروئے زمین پر ادا کوئی پورا کرنے والا نہیں۔ یہ جو اصلاح خواجہ صاحب کر رہے ہیں یا کر نیکی مدعی ہیں وہ شک لفظی ہے۔ جب انسان کو اللہ تعالیٰ پر افسوس کے رسول پر زندہ ایمان اور یقین کامل حاصل ہو جاتا ہے تو پھر سب اصول کی پابندی کے وہ قابل ہو جاتا ہے۔ عدل و انصاف کفایت شعار سی قومی اخلاق۔ سعی و محنت۔ سب اسی کے نتیجے ہیں۔

میں بڑے زور سے اس بات کا اعادہ کرتا ہوں کہ یہ نصرت و تائید جو اس سلسلہ کی ہو رہی ہے وہ خدا کو سوا

اور کسی کی طرف سے نہیں۔ کیونکہ اسی نے پچیس برس پہلے ان سب باتوں کی خبر دی ورنہ انسان عاجز کیا چیز ہے وہ تو یہ بھی نہیں کہہ سکتا کہ میں کل زندہ رہوں گا۔ اس میں یہ طاقت کہاں کہ کہے کہ ساری دنیا میری مخالفت کو بھی پر سب ناکام ہوں گے اور میں ہی کامیاب ہوں گا۔ اگر کوئی جواب ان امور کا آپ کے پاس ہو تو اسے شائع کریں۔

اب میں پھر یہی بات کو دوہراتا ہوں کہ اگر کوئی جواب ان امور کا آپ کے پاس ہے تو اسے شائع کریں میری دلیل کو میرے الفاظ میں نقل کر کے اس کا جواب دیں۔ اور پھر اپنے ہی ناظرین سے فیصلہ کے طالب ہوویں۔ باقی رہا انکا یہ سوال کہ سچا تہی قتل بھی ہو سکتا ہے یا نہیں یہ ایک الگ بحث ہے۔ میری بحث تو یہ ہے کہ نصرت اور تائید اٹح پر جو سلسلہ نبوت کے ساتھ خاص ہے جھوٹے مدعی کو کبھی نہیں ملتی۔ سو آپ اسکا جواب دیں۔ سچے اور جھوٹے مدعی نبوت میں امتیازی نشان خواجہ صاحب نے نہیں بتایا بلکہ خود سوال کیے کہ اس کے جواب سے اٹح پر اعراض کیا ہے کہ ”اول ایڈیٹر ربو یو آف ریلیجنس اپنے اس امتیازی نشان کو واپس لیں اور آیت مذکورہ کے سمجھنے میں استفادہ کے خواہشمند ہوں“ خواجہ غلام الثقلین صاحب کو ابھی تک یہ معلوم نہیں کہ یہ مباحثہ کا طریق نہیں ہے۔ میں نے آپ کے رسالہ کو پڑھا، مگر آپ کے قلم سے کوئی ایسے اچھوتے اور نادرمضامین قرآن شریف پر مبنی نہیں دیکھے جو آپ کی اس خواہش کو قبول کرنے کے لیے تیار نہ ہوں بلکہ جہاں تک میں نے دیکھا ہے قرآن شریف کے معانی کرنے میں آپ سخت غلطی کھاتے ہیں جیسا کہ میں ابھی دکھا بھی دوں گا۔ پس آپ کا یہ خواہش کرنا کہ میں آپ کے استفادہ کا خواہشمند ہوں ایک یہودہ خواہش ہے۔ اور اصول مناظرہ کے خلاف۔ استفادہ کی خواہش تو آپ کو کرنی چاہیے تھی کیونکہ آپ ایک مدعی نبوت کے خلاف میدان میں نکلے تھے۔ بہر حال جب تک آپ اس خود ستائی اور کبر کو نہ چھوڑیں گے جو آپ کی تحریر سے متشع ہوئے، مناظرہ سے آپ کو فائدہ بھی نہ ہوگا۔ باقی رہا اپنے امتیازی نشان کو واپس لینے کا سوال سو جب آپ میری تحریر کا کچھ جواب لکھیں گے تو پھر میں آپ کا جواب دوں گا بالفعل میں نے اپنی اصلی تحریر ہی دوبارہ پیش کی ہے کیونکہ آپ نے ظلم کی راہ سے میری تحریر کو بگاڑ کر کچھ کچھ بیان کیا اور حالانکہ میں نے صاف لفظوں میں یہ لکھا تھا کہ میں یہ جانتا ہوں کہ دنیا میں جو لوگ کوئی کام کرتے ہیں وہ کامیاب بھی ہوتے ہیں اور ناکام بھی پس خالی کامیابی یا ناکامی سے کوئی نتیجہ نہیں نکل سکتا، پھر بھی آپ نے میرے الفاظ اور دلائل کی کچھ پروانہ کر کے یہ لکھ دیا کہ گویا میں اس بات کا قائل ہوں کہ ”جو مذہب چل جائے وہ ضرور سچا ہے“

چار باتیں خواجہ غلام الثقلین نے آیت انا لنصر رسولنا والذین امنوا فی الحیوة الدنیا کے ان معنوں کی تردید میں جو میں نے بیان کیے ہیں پیش کی ہیں جو ان کے اپنے الفاظ میں نقل کی جاتی ہیں۔

وہ خدا نے بیان کیا ہے کہ ہم نے انسان کو صرف عبادت و اطاعت کے لیے پیدا کیا ہے اور شیطان نے خدا کی عزت کی قسم کھائی ہے کہ وہ سب کو گمراہ کر دیگا۔ الا عبادک منہم المخلصین، مگر صرف تیرے

خاص بندوں کو۔ خدا نے دوسری جگہ کہا ہے۔ لَقَدْ صَدَقَ الْوَعْدُ الْبَلِيسُ ظَنَنْتُمْ۔ شیطان اپنے اس خیال میں سچا ہو گیا۔ اب علمائے فرقہ احمدیہ بتائیں کہ کون قابل اطاعت اور لائق پرستش ہے؟ خدایا البیس اور اس دنیا میں کس کی اطاعت کرنیوالے زیادہ ہیں؟

۲۔ بنی اسرائیل کی عورتوں کو چھوڑ کر فرعون اور قوم فرعون اُن کے بچوں کو قتل کر دیتی تھی۔ اور اس کی نسبت قرآن مجید میں کہا گیا ہے وَفِي ذَٰلِكَ بَلَاءٌ مِّنْ لِّكُم بِكُم عَظِيمٌ پس حکماء سلسلہ احمدیہ جواب دیں کہ طریقہ فرعون حق پر تھا یا ملت ابراہیمی۔ اور قتل ہونیوالوں کی اس زندگی میں خدا نے کیا مدد کی۔

۳۔ مسیح مصلوب ہوئے اور یہود نے فتح حاصل کی ان دونوں میں کون حق پر تھا اور کس کی اطاعت کا خدا نے حکم دیا ہے۔

۴۔ خلفاء اربعہ اور سبطین میں سے بوجھلچھ کے پانچ نفس دشمنوں کے ہاتھ سے ہلاک ہوئے۔ اس صورت میں حیات دنیا میں اُنکی کیا مدد خدا نے کی جبکہ اُس نے وعدہ کیا ہے اِنْ حَقَّ عَلَيْنَا نَصْرُ الْمُؤْمِنِينَ۔ ان مثالوں سے ہم نے یہ ثابت کر دیا ہے کہ اگر مرزا نیوں کی تفسیر صحیح ہے تو دنیا میں اکثر ظالم۔ فاجر۔ بدکار۔ فاسق جھوٹے قابل اطاعت اور خدا کے سچے رسول۔ مامور اور مومن ہیں اور سب کو انہیں کی پیروی کرنی چاہیئے۔ اگر یہ معنی صحیح ہیں (اور جاہلوں کو بہکانے کے واسطے کوئی اخبار یا رسالہ یا کتاب فرقہ احمدی کی ایسی نہیں نکلتی جس میں نشان کامیابی پر زور نہیں دیا جاتا) تو قرآن شریف کی باقی تعلیم اخلاق و صبر و تحمل و تقویٰ وغیرہ کی فضول اور بیکار ہو۔ بحث تو یہ تھی کہ سچے اور جھوٹے مدعی نبوت میں امتیازی نشان قرآن کریم نے کیا قرار دیا ہے۔ اب خواجہ غلام

خود ہی بتا دیں کہ ان پیش کردہ امور میں سے سوائے تیسرے کے جس میں حضرت مسیح علیہ السلام کا ذکر ہے باقی مدعی نبوت کون کون..... ہیں۔ کیا شیطان مدعی نبوت ہے؟ کیا بنی اسرائیل کے شیرخوار لڑکے مدعی نبوت تھے؟ کیا خلفائے اربعہ اور سبطین مدعی نبوت تھے اگر نہیں تو ان باتوں کو امر زیر بحث سے کیا تعلق ہے؟ بحث میں تداخل سے کوئی نتیجہ مترتب نہیں ہو سکتا۔ اس لیے جو امر بحث کے لیے پیش ہے آپ اس کے خلاف یا تائید میں جو دلائل چاہیں پیش کریں۔ بے تعلق باتوں کو پیش کرنے سے سوائے اس کے کچھ فائدہ نہیں کہ آپ یہ کہہ سکیں کہ آپ نے میرے مضمون کا جواب لکھ دیا ہے اور ممکن ہے آپ خود بھی ان بے تعلق باتوں کو دلائل سمجھ کر دھوکہ کھا رہے ہوں۔ میں ان باتوں کا جواب آپ نے پیش کی ہیں کوئی جواب بالفعل نہیں دینا چاہتا سوائے اس کے کہ یہ بے تعلق باتیں ہیں۔ علاوہ ازیں آپ جو یہ لکھتے ہیں کہ شیطان کے تابع زیادہ لوگ ہیں کیا شیطان کی عبادت کرنی چاہیئے یا خدا کی۔ کیا آپ دکھا سکتے ہیں کہ میں نے یہ کہیں لکھا تھا کہ جس مذہب کے زیادہ پیرو ہوں یا جس خیال کے زیادہ حامی ہوں وہ سچا ہوتا ہے؟ یا یہ لکھا تھا کہ چونکہ سلسلہ احمدیہ میں دنیا کے دیگر مذاہب کے

خواجہ صاحب نے جو آیات قرآنی اس مضمون میں نقل کی ہیں وہ انکی قرآن دانی کے دعوے کا کیسا ثبوت دیتی ہیں۔ ناظرین خود فرما کر لیں۔

بڑھکر لوگ داخل ہیں اس لیے یہ سلسلہ سچا ہے؟ کیا آپ اپنی لایعنی باتوں پر اس بات کے خواہشمند ہیں کہ میں آپ سے استفادہ کی درخواست کروں؟ پھر آپ بنی اسرائیل کے بچوں کے قتل کا قصہ تو پیش کرتے ہیں مگر عمداً اس بات کا انکار کرتے ہیں کہ حضرت موسیٰ کے مقابل میں فرعون اور اس کا تمام لشکر ہلاک ہوا اور اسکو اللہ تعالیٰ بار بار حضرت موسیٰ کی صداقت کا نشان قرار دیتا ہے۔ پھر آپ فرماتے ہیں کہ مسیح مصلوب ہوا اور یہود نے فتح حاصل کی، اور ان دونوں دعوؤں میں اپنے قرآن کریم کے صریح الفاظ کی تردید کی ہے۔ کیونکہ مسیح کے متعلق قرآن شریف تو فرماتا ہے کہ ہا صلیبوا اور آپ کہتے ہیں مسیح مصلوب ہوا۔ اور یہود کے متعلق جنہوں نے حضرت مسیح کی تکذیب کی تھی۔ کلام ربانی جس تواریخ ارشاد ہوا ہے فاصنت طائفة من بنی اسرائیل وکفرت طائفة فایدنا الذین امنوا علی حد و ہم فاصبحوا ظاہرین (الصفت) یعنی ایک گروہ بنی اسرائیل کا حضرت عیسیٰ پر ایمان لایا اور ایک گروہ نے انکار کیا۔ پس جو لوگ ایمان لائے تھے ان کے دشمنوں کے مقابلے میں ہم نے ان کی تائید کی اور وہ غالب ہو گئے۔ اور اس نص صریح کے خلاف آپ کا ادعا یہ ہے کہ یہود نے بنی اسرائیل کو ہار دیا۔ جنہوں نے حضرت مسیح کی تکذیب کی تھی فتح پائی یہ ہے آپ کا علم قرآن۔ فان الله وانا اليه مراجعون۔ اور ابھی آپ کے دماغ میں یہ خیال سلایا ہوا ہے کہ آپ کو قرآن کریم سے کچھ واقفیت ہے۔

ایک اور موقع پر خواجہ غلام الثقلین نے یہ آیت پیش کی ہے کما جاءهم رسول بما لا تهوى
انفسهم ففریقا قتلوا و فریقا قتلوا۔ اس مضمون کی آیتیں دو جگہ قرآن شریف میں آئی ہیں یعنی
اول سورہ بقرہ میں افکما جاءهم رسول بما لا تهوى انفسهم استکبرتم ففریقا قتلوا و فریقا قتلوا
اور دوسری جگہ سورۃ المائدہ میں۔ کما جاءهم رسول بما لا تهوى انفسهم
فریقا قتلوا و فریقا قتلوا۔ لیکن جرح پر خواجہ صاحب لکھتے ہیں اٹرح پر یہ آیت قرآن شریف میں
کہیں نہیں آئی۔ تکذیب اور قتل کے سوال کو الگ چھوڑ کر کوئی عقلمند اس بات سے انکار نہیں کر سکتا کہ جس غرض کے
لیے اللہ تعالیٰ کسی نبی کو مبعوث فرماتا ہے۔ اس کے پورا ہونیکے بغیر وہ اسے واپس نہیں بلاتا اور نہ ہی دشمن ہر ایسا
قابو پاسکتے ہیں کہ اس مقصد کے حصول میں اسے ناکام کر سکیں یہ ایک ایسی موٹی بات ہے کہ کوئی شخص جو خدا و تعالیٰ
کی طاقت اور علم پر ایمان رکھتا ہے اس کے ماننے سے انکار نہیں کر سکتا۔ ان بموجب آیت۔ تلافی الرسل فضلنا
بعضهم علی بعض جیسا مدارج فضیلت میں کمی بیشی ہوتی ہے ایسا ہی رسولوں کے کام بھی سب کے برابر نہیں ہوتے
کسی کے سپرد بڑا کام ہوتا ہے کسی کے سپرد چھوٹا۔ مثلاً جو کام ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سپرد ہوا وہ ایسا عظیم الشان کام
تھا کہ دوسرے کسی رسول کے سپرد نہیں ہوا۔ پس اس کام کی عظمت کے لحاظ سے ضروری تھا کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے
تائیدیں اور نصرتیں بھی ایسی ہی عظیم الشان ہوتیں۔ اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ بھی وعدہ تھا کہ انحضرت

صلی اللہ علیہ وسلم کے قتل پر لوگ قادر نہ ہو سکیں گے جیسا کہ فرمایا واللہ یعصمک من الناس۔ پس آنحضرتؐ کی تائید اور نصرت کے لیے یہ بھی ضروری تھا کہ آپؐ کی حفاظت قتل سے کیجاتی۔ چنانچہ مخالفین باوجود بار بار کے منصوبوں اور سخت کوششوں کے اور ہر طرح کی قوت کے اس بات پر قادر نہ ہو سکے کہ آپؐ کو قتل کریں۔ ایسا ہی ہمارے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ساتھ بھی اللہ تعالیٰ نے ابتدائیں یہ وعدہ فرمایا تھا جو چوبیس سال سے شایع ہو چکا ہے کہ آپؐ کے قتل پر کوئی شخص قادر نہ ہو سکیگا۔ پس یہ بھی ایک تائید اور نصرت اتنی ہے جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے آپؐ کے شامل حال ہوتی اور یہ اسی رنگ کی تائید اور نصرت ہے جو ابتدا سے انبیاء علیہم السلام کے شامل حال ہوتی رہی مگر جیسا کہ میں نے اوپر ذکر کیا، بعض انبیاء کے سپرد چھوٹے کام ہوتے ہیں اور بعض کے سپرد بڑے۔ اگرچہ بلحاظ کیفیت وہ سب ایک ہی ہوتے ہیں۔ سو اگرچہ قتل انبیاء کے مضمون کو بچے اور جھوٹے مدعی نبوت کے درمیان امتیازی نشان سے کوئی تعلق نہیں مگر ہم سمجھتے ہیں کہ اس میں کوئی حرج بھی نہیں کہ ایک نبی جس کو اللہ تعالیٰ نے اپنی مصلحت کے کوئی چھوٹا کام سپرد کیا ہے اس کام کو کرنے کے بعد قتل کیا جائے اور شہادت کامز تیرہ پائے۔ محض قتل سے ناکامی لازم نہیں آتی۔ یہ محض بطور جواب لکھا گیا ہے یعنی اگر اس بات کو تسلیم کر لیا جائے کہ قرآن شریف میں کسی نبی کے قتل ہونیکا ذکر ہے۔ دراصل یہ مضمون الگ بحث چاہتا ہے جس کا یہ موقع نہیں ہے۔ نصرت اور تائید کے مفہوم میں بہت سے امور داخل ہیں۔ لیکن اس امر کو کہ اللہ تعالیٰ کی تائید اور نصرتیں کس کس رنگ میں انبیاء علیہم السلام کے شامل حال ہوتی ہیں میں کسی دوسرے وقت بیان کروں گا جب خواجہ غلام الثقلین میرے اصل مضمون کا کچھ جواب لکھیں گے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام یا حضرت علی یا حضرت امام حسن یا حسین رضی اللہ عنہم کی توہین جو خواجہ غلام الثقلین نے چنانچہ بعض افراد کی طرف منسوب کی ہے وہ محض جہلا کی تقلید میں ہے ورنہ اگر وہ خود اس سلسلہ کی ساری تحریروں کو پڑھتے تو انہیں معلوم ہو جاتا کہ ان مقدسوں میں سے ہم کسی کی بے ادبی ہرگز نہیں کرتے اور اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے کہ ہمارے دلوں میں ان کی کس قدر عزت اور عظمت ہے۔ حضرت مسیحؑ کی بے ادبی وہ لوگ کھڑے کر سکتے ہیں جن کا امام اور پیشرو خود مخالفت مسیح کا دعویٰ کرتا ہے۔ اس الزامی رنگ میں عیسائیوں کو جواب دینے کے لیے ان کے فرضی بیسوع کی حقیقت بعض وقت کھولی گئی ہے۔ ایسا ہی حضرت امام حسین کے متعلق جو ہمارا عقیدہ ہے اس کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کھول کر اور وضاحت کے ساتھ اشتہار میں بیان کیا ہے اور حضرت علی اور حضرت امام حسین کے متعلق اگر کچھ ان لوگوں کے جواب میں لکھا گیا ہے جو حضرت ابو بکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما جیسے مقدسوں کو گالیاں نکالنا درود شریف پڑھتے بڑھکر موجب ثواب سمجھتے ہیں تو محض انکی فرضی اور خیالی تصویر کے متعلق ہے جو انہوں نے حضرت علی یا حضرت امام حسین کی اپنے دلوں میں بٹھائی ہوئی ہے۔

خواجہ غلام الثقلین صاحب کی قرآن کریم سے ناواقفیت کے متعلق صرف ایک بات اور بیان کر کے میں اس مضمون کو

ختم کرتا ہوں۔ افسوس ہے کہ اسی مضمون میں جس میں مجھے اپنے آپ سے استفادہ کا خواہشمند ہونے کی خواہش ظاہر کرتے ہیں اس قدر فاش غلطیاں قرآن کریم کے سمجھنے میں انہوں نے کی ہیں۔ وہ لکھتے ہیں ”شاید یہ کہا جاوے کہ نشان بالآخر مامورین اللہ کے ساتھ خاص ہے یعنی جو شخص خدا کی طرف سے مرسل ہو بیکا دعویٰ کرے اور اسکو کامیابی ہو تو وہ جھوٹا نہیں ہو سکتا۔ اور ہم بھی یہ خیال کرتے ہیں کہ آیت لو تقول علیہنا بعض الاقوال سے مدد لیکر یہی معنی پھنساؤ جائینگے۔ اس آیت کے معنی یہ ہیں کہ اے محمد اگر تو ہماری طرف غلط باتیں منسوب کرے تو ہم تیری گرفت کر لیں گے اور رگ گردن تیری منقطع کر دیں گے اس آیت کے معنی بیان کرنے میں بھی یا تو حد درجہ کا دھوکہ دیا جاتا ہے یا انتہا درجہ کی سادہ لوحی برتی جاتی ہے دعویٰ صرف اس قدر ہے کہ اگر سچا پیغمبر (بغرض محال) جھوٹا الہام نہ لے سکے۔ تو اسکو سخت سزا دی گئی اس سے اگر یہ لازم بھی آئے کہ اس دنیا میں سزا ملے گی تو یہ کہاں سے لازم آیا کہ جھوٹے پیغمبر کے ساتھ بھی یہی سلوک ہوگا؟“ خواجہ صاحب تو ہم پر دو الزاموں میں سے ایک دیتے ہیں کیا ہم حد درجہ کا دھوکہ دینے والے ہیں یا انتہا درجہ کی سادہ لوحی برتنے والے۔ مگر جو تحریف انہوں نے اس آیت کریمہ کے معنی کرنے میں کی ہے وہ انکو صرف الزام اول کی مستحق قرار دیتی ہے۔ خواجہ صاحب کہتے ہیں کہ اس آیت کے معنی ہیں کہ ”اے محمد اگر تو ہماری طرف اللہ، مگر میں پوچھتا ہوں کہ آیا اس میں خطایا واقعی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ہے؟ اور کیا لو تقول علیہنا کے معنی تو ہماری طرف منسوب کرے ہیں؟ میں اس بات کو بیان نہ کرتا اگر خواجہ صاحب کا اس تحریف سے یہ ظاہر کرنا منشاء نہ ہوتا کہ یہ آیت عام دلیل کے ننگ میں نہیں۔ اصل میں خطاب کے بدل دینے سے ان کی غرض اسی مدعا کو محال کرنا ہے اور اسی لیے میں اس کو تحریف قرار دیتا ہوں کیونکہ ایک خاص مقصد کو مد نظر رکھ کر معنی بدلائے گئے ہیں۔ خواجہ غلام الثقلین صاحب کا یہ کہنا کہ اسکے معنی یہ ہیں کہ اگر سچا پیغمبر جھوٹا الہام نہ لے سکے دعویٰ بلا دلیل ہے۔ اور آیت کا مفہوم بالکل تھمل ہو جاتا ہے ظاہر ہے کہ یہ آیت کہ لو تقول علیہنا اللہ کفار کے لیے بطور جواب ہے جو قرآن کریم کو قول شاعر اور قول کاہن یعنی انفر قرار دیتے تھے۔ وہ یہ کہاں مانتے تھے کہ آنحضرت رسول تو سچے ہیں مگر بعض باتیں انہوں نے انفر کر کے اپنے پاس ملا دی ہیں۔ ہاں اگر کفار کا یہ خیال ہوتا کہ آنحضرت پیغمبر تو سچے ہیں مگر بعض باتیں انفر کر کے اپنے ملا دی ہیں تو یہ جواب ہو سکتا تھا کہ سچا پیغمبر اگر کچھ جھوٹی باتیں انفر کر کے بیان کرے تو ہم اس کو سزا دیا کرتے ہیں مگر وہ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو منجانب اللہ نہ سمجھتے تھے۔ اسی سلسلے رکوع کو پڑھ کر دیکھ لو کہ یہاں کس بات کا ذکر ہے فلا قسم بما تبصرون وما لا تبصرون۔ انہ لقول رسول کریم وما هو بقول شاعر قليل ما تؤمنون۔ ولا بقول کاہن قليل ما تذكرون۔ تاذیل من رب العالمین۔ ولو تقول علیہنا بعض الاقوال۔ لاخذنا منه بالیمن۔ ثم لقطعنا منه الوتين۔ فما منکم من احد عذہ حاجزین۔ وانه لتذکرہ للمتقین۔ وانا لنعلم انکم مکذبین۔

وانہ الحسۃ علی الکافرین۔ وانہ حتی الیقین۔ فبسم باسم ربک العظیمہ
 اس رکوع کا ترجمہ ناظرین کسی مترجم قرآن شریف سے دیکھ سکتے ہیں۔ حاصل ان آیات کا یہ ہے کہ کفار قرآن شریف کو
 قول شاعر اور قول کاہن قرار دیتے تھے یعنی ایک مفتری کا کلام یہ نہیں کہ بعض حصوں کو افترا اور بعض کو خدا کا
 کلام قرار دیتے ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے بالمقابل یہ فرمایا کہ یہ افترا کسی مفتری کا نہیں بلکہ خدا کا اذکار ہوا کلام ہے
 اور دلیل اس کی یہ ہے کہ اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نعوذ باللہ یہ افترا کیا ہوتا تو ہم آپ کی شہرگ کاٹ دیتے۔ پھر اگر
 یہ کوئی دلیل صحیح کفار کے جواب میں ہے تو اس کا مطلب سوائے اس کے کچھ نہیں ہو سکتا کہ جو شخص خدا پر افترا کرے اللہ کا
 ایسے جلی مہلت نہیں دیتا۔ مگر اس میں شرط یہ ہے کہ وہ بعض اقوال پیش کرے جن کو خود بنایا ہو اور منسوب انکو اللہ تعالیٰ
 کی طرف کرے۔ دلیل کے لیے عمومیت ضروری ہے اور اگر اس میں یہ عمومیت نہیں کہ مفتری کے ساتھ ہی سلوک تھا
 ہے تو پھر یہ دلیل نہیں رہتی۔ خواجہ غلام الثقلین کی یہ کوشش کہ اس آیت کے معنی سچے پیغمبر پر صادق آتے ہیں کہ وہ
 افترا کرے تو پکڑا جاتا ہے ایک ایسی بیہودہ کوشش ہے جس پر ایک بچہ بھی ہنسے گا۔ اور یہ صرف قرآن کریم کی تحریف
 ہے۔ اعتراض نو کفار کا یہ تھا کہ یہ نبی سب کچھ اپنی طرف سے افترا کر رہا ہے اور سچائی نہیں اور جواب یہ دیا گیا کہ اگر سچے نبی
 ہو کر محمد صلی اللہ علیہ وسلم پھر کسی بات میں افترا کرتے تو ہم انکو ہلاک کر دیتے۔ کیا یہ کفار کے اعتراض کا جواب ہے؟ پھر جب تک
 خواجہ صاحب نے دکھا دیں کہ اس موقع پر کفار کا اعتراض یہ تھا کہ آنحضرت باوجود سچے نبی ہونیکے چند باتیں اپنی طرف سے
 بھی ملادی ہیں۔ اور اگرچہ باقی قرآن تو خدا کی طرف سے ہی ان پر نازل ہوا ہے لیکن فلاں آیتیں انہوں نے اپنی جانب
 سے ملادی ہیں اسوقت تک وہ اس الزام کے نیچے ہیں کہ محض اس لیے کہ بحث میں انکو کوئی ہارا ہوا نہ کہے انہوں نے
 محمدؐ پر تحریف قرآن شریف میں کی ہے۔

میں اس مضمون کو لمبا کرنا نہیں چاہتا مگر ایک بات کا بیان کرنا ضروری ہے۔ میں نے اس مضمون میں خواجہ صاحب کے
 مضمون کے بعض حصے نقل کیے ہیں مگر خواجہ صاحب نے آیات کو بالکل غلط بیان کیا ہے اور اگرچہ میں اسکی طرف ناظرین کو
 توجہ دلا چکا ہوں مگر یہ ضروری معلوم ہوتا ہے کہ ان آیات کی تصحیح بھی کر دیجادے خواجہ صاحب کہتے ہیں کہ خدائے
 تقدیر صدق الایلیس ظنہ۔ حالانکہ کلام پاک میں یوں وارد ہوا ہے۔ ولقد صدق علیہم الایلیس
 ظنہ۔ دوسری آیت کا جزو اپنے یوں نقل کیا ہے وفی ذلک بلاء من ربکم عظیم۔ اصل الفاظ یوں
 ہیں وفی ذلک بلاء من ربکم عظیم۔ تیسری آیت کا جزو اپنے ان حقا علینا نصر المؤمنین
 بیان کیا ہے حالانکہ اصل میں ہے کان حقا علینا نصر المؤمنین جو تھی جگہ اپنے لکھا ہے یقتلون
 الانبیاء بغیر الحق۔ مگر صحیح یہ ہے یقتلون الانبیاء بغیر حق۔ پانچویں جگہ لکھا ہے کما جاءہم
 رسول بما لا اتھوی انفسہم ففریقاً کذبتم و فریقاً تقتلون۔ یہ بالکل غلط ہے اور اسکی تصحیح

میں پہلے کرچکا ہوں۔ خواجہ غلام الثقلین اپنے مضمون میں اٹھائیں یا آیتوں کے اجزا نقل کیے ہیں جن میں سے دو یعنی اِنَّا لَنَنْصُرُ رُسُلَنَا وَالَّذِينَ اٰمَنُوا فَاَیْضًا الدِّیْنَا اور وَلَوْ تَقَوَّلَ عَلٰی بَعْضِ الْاَقْوَالِ تُو ہمارے رسالہ سے لی ہیں اور باقی جہیز میں سے پانچ غلط ہیں۔ اور غلطیاں بھی اس قسم کی ہیں جو قرآن کریم سے ان کی ناواقفیت ظاہر کرتی ہیں۔ اس بات کو تو میں تسلیم کرتا ہوں کہ سہو کا مرتبہ یا بعض وقت دوسرے اسباب سے کسی غلطی کا ہوجانا کوئی ایسا امر نہیں جو قابل تذکرہ ہو۔ مگر پچھلے آیتوں کے چھوٹے چھوٹے ٹکڑوں میں سے پانچ کا غلط ہونا صاف اس بات کو بتا رہا ہے کہ لکھنے والے کو قرآن کریم سے کوئی مس نہیں۔ خواجہ صاحب کے ایسے کچھ مشکل نہ تھا کہ وہ قرآن کریم سے مقابلہ کر کے آیات کو درست کر لیتے مگر تصرف الہی سے ایسا ہوتا انکا وہ دعویٰ قرآن دانی جو محض تکبر کی وجہ سے کیا گیا تھا ان کے اپنے ہاتھوں سے توڑا جاوے۔ اور تعجب کی بات یہ ہے کہ یہ غلطیاں اکثر ایسی ہیں جو زبان عربی اور قرآن کریم سے لکھنے والے کو نا آشنا بتاتی ہیں مثلاً ذٰلِکَ لَکُمۡ فِی الْحَکْمِ ذِکْرٌ لِّاَنْتُمْ اَبْلٰی س پر ا۔ ل کا بڑھانا۔ کان کی جگہ ان لکھتا۔ وغیرہ۔ افسوس ہے تو یہ بڑا جو تعلیم یافتہ ہونے اور تہذیب کے ادعا کے خواجہ صاحب نے وہ مقام مقابلہ اختیار کیا ہے جس کے وہ لائق نہ تھے۔ اتنے بڑے دعوے پر طبع آزمائی کرنا ہر ایک آدمی کا کام نہیں تھا مسلمانوں میں کفایت شعاری پھیلانے اور رسوم بد کے مٹانے کا کام جو وہ کر رہے تھے اچھا کام تھا کیا ضرورت تھی کہ خواہ مخواہ ایسی باتوں میں دخل دیتے جن کے وہ لائق نہ تھے۔

وطن کا کذب صریح

بیچارہ ایڈیٹر وطن اپنی خیانت کے اُس اظہار سے جو اس کی اشاعت کفر کے متعلق ایڈیٹر محکم نے کیا۔ اور پھر اپنے ہی فریق کے مولوی صاحبان کی طرف سے کا فضائل فضل ابو جہل وغیرہ قرار دیا جیسے پرنسپل بھن کر خاک سیاہ ہو گیا ہے۔ اور اپنے اس دل کے جوش کا اظہار ناپاک گالیوں میں کیا ہے۔ کچھ مسلمانوں کو سلسلہ احمدیہ کے خلاف طعنے طعج کے جھوٹ بول کر جوش دلاتا ہے کہ اس معاملہ میں جہاں سلسلہ احمدیہ کی طرف سے ایڈیٹر وطن پر الزام لگایا گیا تھا ان کو لاتعداد لواہلی الاثم والعدوان کی مخالفت کر کے ایڈیٹر وطن کی حمایت کرنی چاہیے تھی۔ مگر میرا یہاں ان باتوں کے ذکر کرنا مقصود نہیں۔ کیونکہ ان لوگوں کا دستور ہے کہ سیر ہو کر گالیاں نکالنے کے بعد بھی اپنے مضمون کو نہایت نرم بتاتے ہیں۔ اس کی ایک مثال وطن کے تازہ پرچہ سے ہی ملتی ہے جس کے چودہ کالموں کو ایڈیٹر مذکور نے گالیوں سے ادنا ناپاک افتراؤں سے سیاہ کیا ہے اور ابھی اگر کوئی ان سے پوچھے تو کہیں گے کہ ہم نے نہایت نرم الفاظیں سلسلہ احمدیہ کا تذکرہ کیا ہے۔ نقاش والا مضمون جو پہلے اخبار وطن میں چھپ چکا ہے۔ اس کے متعلق ایڈیٹر صاحب

وطن اسی مضمون میں یہ لکھتے ہیں کہ ”یہ اس جماعت کے رسالوں اور اخباروں اور افراد کے سالہا سال کی جگہ دوڑ چوٹوں اور سفیانہ حملوں کا ایک نرم ترین جواب تھا۔ اس لیے ہمیں اب اس سے بھی سخت تر گالیاں سننے کے منتظر رہنا چاہیے۔ اور ہمیں اس کی کچھ پروا بھی نہیں۔ ہاں اس ”نرم ترین جواب“ کے متعلق ناظرین کو اس بات کا بتانا ضروری ہے کہ اسکا لکھنے والا اسے کس قدر نرم سمجھتا تھا جو اس کے اپنے خط سے جو اس تازہ مضمون میں وطن نے شائع کیا ہے ظاہر ہوتا ہے۔ نقاش صاحب کی بحث کیس سلسلہ حمید کے کسی فرد سے ایڈیٹر وطن کی قابلیت پر ہو گئی جس کا تذکرہ اس کے اپنے خط میں ان الفاظ میں موجود ہے: ”رہینے ایڈیٹر وطن کے سمجھ علمی اور حب اسلامی کی تعریف کر کے کہہ کہ ہر مسلمان پر اس قدر کف کا جعفر احسان ہے کسی دوسرے کا شاید ہی ہو میرا یہ کہنا تھا کہ نعل در آتش ہو گیا۔ جو کچھ اس نے کہا اس کے اعادہ کی ضرورت نہیں جو کچھ میں نے غصہ میں جواب دیا اس سے سننے سے فائدہ نہیں... میں نے قسم کھالی کہ اس شخص نے سیلطان اور ایڈیٹر وطن کو جس قدر برا بھلا کہا ہے اگر ایک ایک کے بدلے سو سو نہ سنائی ہو تو نقاش نہیں کوئی پاجی چنانچہ اسی گھاؤ میں دو مضمون اور دو نظمیں لکھیں... لیکن سب میں زیادہ زبردست اور ناپاک دلوں میں ناسور ڈال دینے والا مضمون... وطن کے لیے رکھ چھوڑا ہے جو اس کے ساتھ اس سال خدمت ہے، یہ وہ مضمون تھا جسکو ایڈیٹر وطن نے نرم ترین جواب دیا ہے میں اب مضمون نویس تو کہتا ہوں کہ اگر احمدیوں کے ایک ایک کے بدلے سو سو نہ سنائی ہو تو وہ نقاش نہیں کوئی پاجی ہے اور ایڈیٹر وطن کہتے ہیں کہ یہ نرم ترین جواب تھا۔ اس میں ہم کچھ نہیں کہتے دونوں صاحب گہرے دوست ہیں آپس میں فیصلہ کریں چاہیں ایڈیٹر وطن یا اعتراض کریں کہ وہ خود کا ذہب ہیں اور چاہتے ہیں اس مضمون کو نرم ترین قرار دیکر اپنے دوست کو پاجی کے خطاب کا مستحق بنادیں۔ ہمیں اس بحث کے کوئی سروکار نہیں۔“

میں نے جس بات کے لیے یہ نوٹ کرنا ضروری سمجھا ہے۔ وہ ایڈیٹر وطن کا ایک صریح جھوٹ ہے جو اس نے نہایت دلیری سے اپنے اخبار میں شائع کیا ہے۔ یہ جھوٹ اس تجویز کے متعلق ہے جس کے پیش کر نیکی حسرت اس زندگی میں ایڈیٹر صاحب کے لیے دوزخ کا کام دیتی ہے۔ ان اسلامی معاصرین پر جنہوں نے اشاعت کفر کے متعلق آپ کے جواب کو کافی قرار دیکر آپ کو اس بات کا مستحق قرار دیا ہے جس کے وہ مستحق ہیں اظہار ناراضگی کرتے ہوئے لکھا ہے۔

درہمیں حکم ہے کہ اعدائے دین کے مقابلہ میں ایسی مضبوطی سے صف بندیں کہ کائنات میں ان کا ہر صوصی کے مصداق ہو تاکہ دشمنوں کو خیر انداز ہو کہ ہماری صفوں کو پرانہ کر نیکا موقع نہ ملے مگر ایک ہم باجمیعت مسلمان ہیں کہ نہ صرف دشمنوں کو خیر انداز کا ہی موقع دیتی ہیں بلکہ در انجا ایک دشمن حملہ آور ہو خود آپس میں کٹنے مرنے سے دیرینہ نہیں کہتے ہمارے مخالف ہمارے اس کمزوری دچہ سبحان اللہ ایک ایسی شخص کو جو حرم الربا کے مقابل سود کو جائز قرار دیتا۔ قربانی کو منہج کرنا چاہتا اور دین پیوستگی کی کتابوں کو منہج اسلام کو پیوستہ اسلامی کتابوں کے نام پر شائع کرتا ہے۔ فردا کل قرار دیا گیا ہے بے شک یہ کمال ضلالت ہے مگر اکل ہم ہیں کہتے۔ منہ۔

پنجہ اسماء اعدائے دین سے مراد سلسلہ احمدیہ کو لیا گیا ہے۔ منہ

خوب واقف ہیں اور اس سے حتی الوسع فائدہ اٹھاتے ہیں۔

”ان اسلامی معاصرین کو حق کا ایسا ہی پاس تھا تو پہلے وطن اور مرزائی معاملہ جن کے تعلقات پر ابتدا سے نظر ڈالنے کے مرزائی رسالہ رپو کو کٹرح سابقہ شرائط سے منحرف ہو گیا اور حالانکہ مسلمانوں کی امداد کو بڑی نفرت سے روک کر نیک ادا کرتا رہا مگر حقیقت وطن کی تحریک پر اسے جو امدادی تمہین نہیں اونکو شیر مار کی طرح ہضم کر گیا۔ اور جب اونکو لگوئی کہ شش کیگئی۔ تو کیسے پیچ و تاب کھائے“

اسی جگہ نیچے یہ نوٹ دیا ہے کہ ”ادھر خود یہ عالی ظرفی رکھائی کہ رسالہ کے گزشتہ نمبر تک وطن سے واپس لگایا ہے“ مولوی انشاء صاحب کے اس جھوٹ کی حقیقت یہ ہے کہ جب آپ شرائط قرار دادہ سے منحرف ہوئے۔ اور اپنی اخبار میں سنا کا اعلان کیا تو پہلا خط جو مینے انکو لکھا اس میں یہ لکھا تھا کہ آپ اخبار میں یہ اعلان کر دیں کہ جس شخص نے وطن کی تحریک پر کوئی چندہ بھیجا ہو وہ واپس منگوا لے چنانچہ اس میرے خط کے پہنچنے کا اعتراف مولوی صاحب نے اخبار میں کیا مگر اسے شایع نہ کیا۔ پھر دوسرا خط لکھا گیا وہ بھی شایع نہ کیا اس پر مینے الحکم کے ذریعہ انکو بار بار توجہ دلائی کہ میرے خط کو اخبار میں چھاپ دو مگر مولوی صاحب کے اس بیماری کا علاج میسر پاس کیا تھا کہ وہ الزام بھی دیتے رہیں اور خود ایک مرتبہ نہیں تین مرتبہ کہتے رہے بھی میرے اعلان کو شایع نہ کریں آخر مجبور ہو کر مینے اپنے رسالہ اور الحکم میں اسے شایع کیا۔ اور جن لوگوں نے سب جن کی تعداد بہت تھوڑی تھی روپیہ واپس منگوا یا انہیں واپس بھیج دیا۔ ایسی کمی کو پورا کر نیک مذمہ کی اجاب پہلو سے اٹھا چکے تھے۔ پس ہمیں فکر ہی کیا تھا۔ کچھ دنوں بعد پھر مولوی انشاء صاحب ایک خط آیا کہ مفصل ذیل چار آدیوں کا چندہ واپس کر دو۔ یعنی بابو امام بخش صاحب پتھڑال۔ بابو اکبر علی صاحب سب اور میر منڈانہ۔ منشی بخش صاحب منصرم سنام پٹیل۔ منشی شمس الدین صاحب شملہ۔ اس خط کے لکھنے میں مولوی انشاء صاحب نے ایمان داری ہو کام نہ لیا۔ کیونکہ ان لوگوں کی دنیا سونو کر بغیر یا کبھی ایڈیٹر وطن کو لکھنے کے بغیر انہوں نے چندہ واپس طلب کیا جس کا قیاس ہم نے اسی بات سے کر لیا تھا کہ اس میں خزانہ کر دو شخص ہمارے احمدی بھائی تھے۔ اور یہ صاف معلوم ہو گیا کہ ایڈیٹر وطن اپنے ہی خیال سے یہ سب روٹی کر رہا اور اصل روپیہ والوں کو پتہ بھی نہیں۔ چنانچہ بخواب انکو یہ لکھا گیا کہ یہ لوگ خود اپنا چندہ طلب کریں تو ہم براہ راست انکو بھیج دیں گے ایسا ہی جو شخص اور واپس کرے اسے بھی بھیج دیں گے۔ مگر چونکہ ایڈیٹر صاحب اپنی فکر کو تو خوب جانتے تھے سیدے انہوں نے ان لوگوں کو خطوط لکھے نہ ہی اخبار میں یہ تذکرہ کیا مگر ہم نے احتیاطاً اپنی دفتر سے خطوط لکھ دیے کہ کیا آپ لوگ اپنا چندہ واپس لینا چاہتے ہیں ان میں سے دو احمدی تھے یعنی ایک منشی شمس الدین صاحب اور دوسرے منشی کریم بخش صاحب۔ جن کے جواب کو ناظرین قیاس کر سکتے ہیں۔ تیسرے منشی امام بخش صاحب نے جواب میں لکھا کہ ”میں نے چندہ جو دیا ہے وہ محض حب اسلام ہے نہ دیگر کسی وجہ میں ہرگز اسکو واپس کرنے پر آمادہ نہیں ہوں بلکہ اسکو شرم سمجھتا ہوں“ چوتھے صاحب کا کوئی جواب اب تک نہیں آیا۔ اگر اب بھی وہ لکھیں تو ہم انکا روپیہ واپس کرنے کو تیار ہیں۔ اب کوئی صاحب منصف ہو کر بتا دیں کہ کیا ایڈیٹر صاحب وطن

کی یا یا انداری تھی کہ خود بخود ہی لکھ دیتے۔ یسے انکی اس شرمناک کارروائی کو اس وقت ظاہر نہیں کیا اور پردہ پوشی کی مگر اب انہوں نے خود اسکو ظاہر کر دیا۔ افسوس ہے کہ ان کے توتوں کے ساتھ ابھی آپ کو فردا مکمل کہلانیکا شوق ہے یا پھر وطن کے لیے شرم نے ڈوب کر نیکی جگہ تھی کہ اس میں ایسی خلافت، امانت اور تقویٰ کا دروائی کی مگر چونکہ اس کے عیب کو چھپایا گیا اسپر وہ اور بھی دلیر ہو کر لکھتے ہیں کہ ہم لوگوں کے روپے کو فیئر مار کی طرح ہضم کر گئے۔ اسکا جواب میں صرف یہی دیتا ہوں کہ لعنة الله على الكاذبین۔ کیا اب بھی ایڈیٹر وطن میں یہ جرات ہے کہ وہ اس بات کا اعلان کرے کہ ہم کسی پوچھ جو واپس لینا چاہے ایک منٹ کے لیے بھی رکھنا پسند نہیں کرتے۔ مولوی انشاد احمد صاحب! اگر خدا کا خوف آپ کو دل میں کچھ نہیں تو مخلوق سے ہی شرم کیجیے اور اس جھوٹے الزام کو واپس لیجیے ورنہ اگر اب اسکو پڑھکر بھی آپ خاموشی اختیار کریں تو آپ کی یہ خاموشی اس بات پر دال ہوگی کہ آپ نے کذب صریح بولا اور پھر اپنی عزت قائم رکھنے کے لیے اسے واپس بھی نہیں لیا۔

دوسرا الزام یہ دیا گیا ہے کہ رسالوں کے واپس لینے میں ہم نے کم طرفی دکھائی میں اب صاف کہتا ہوں کہ وہ کم طرفی ہم نے نہیں اپنے دکھائی۔ آپ کی اس کروت کی بھی انتہا یہ تھی پردہ پوشی کی تھی مگر آپ نے خود ہی اسکا انشا بھی کر لیا۔ اپنے ہمارے دفتر میں خط لکھا کہ جلد ۳ و جلد ۴ انگریزی کی مجھے بھیجیں اور آئندہ رسالہ باقاعدہ بھیجتے رہیں۔ جس طرح آپ نے رسالہ کے اشتہار کار و پیسہ پیشگی لے کر اشتہار شروع کیا تھا۔ اسقدر سختی ہم نے نہ کی اور جلدیں آپ کو بھیجیں بہت دنوں بعد جب قیمت آپ سے طلب کی گئی تو اپنے بجائے قیمت ادا کرنے کے اصل جلدیں واپس کر دیں۔ کیا یہ آپ کی کم طرفی تھی یا ہماری بہت باوجود ڈاک کے ٹکٹوں کے نقصان کے آپ کو کچھ نہ کہنا اور جلدوں کے واپس جانیکو کافی سمجھا۔ وہ اپنے ہمارے آدمی کے سپرد کر دیں اٹل پر آپ کا خرچ تو انپر کچھ نہیں ہوا ہاں اگر چیز خرید کر واپس کر دینا عالی ظرفی ہے۔ تو بے شک اس کے واپس لینے میں ہم نے کم طرفی دکھائی شاید آپ کو یہ خیال تھا کہ یہ جلدیں مفت بھیجی گئی ہونگی لیکن یہ تب ہوتا کہ ہم خود بخود بھیجتے اور آپ کو خوب معلوم ہے کہ ہم یا تو غریب کو مفت دیتے ہیں یا غیر مذہب والوں کو وہ بھی اکثر یورپ امریکہ میں۔ اپنے ان دونوں پہلوؤں میں اپنا کوئی استحقاق ثابت نہ کیا تھا۔ جو آپ کو رسالے مفت دیے جاتے افسوس ہے کہ جس قدر آپ کے ساتھ رعایت کی گئی اور آپ کی شرمناک کارروائیوں کا انخفا لیا گیا اسی قدر آپ کی جرات بڑھ گئی۔

بھی لے لیں تو ایک ماہ میں خرچ ہو جائیں گے۔ اس کے بعد میں سو گیا صبح نماز کے بعد الہام ہوا۔ اتقنط
من رحمة الله۔ الذی بیکم فی الارحام۔ ترجمہ کیا تو خدا کی رحمت سے ناامید نہ رہو وہ خدا جو
تمہیں رحموں میں پرورش کرتا ہے +

ریویں

چشمہ مسیحی اور دینیات کا پہلا رسالہ دوسری مرتبہ اور احمدی کا من تیسری مرتبہ۔ سید
عبدالمجیب عربی چھپوائے ہیں۔ قیمتیں علی الترتیب ۲، ۱، ۱ روپے عربی متن و صوت کے مقام قادیان سے مل سکتے ہیں۔
الحجاب و ترویۃ المسلمات۔ فصل الخطاب فی المرأة والحجاب کا ترجمہ منشی محمد خلیل الرحمن نے کیا،
۵۶ صفحے کا رسالہ ہے۔ مصنف نے اس کتاب میں دکھایا ہے کہ قاسم امین بیگ صاحب مہری جو آپ پر وہ کے
اٹھانے میں ساعی ہو رہے ہیں خود ایک زمانہ میں بے پردگی کی مذمتوں کو اپنی کتابوں میں بیان کرتے رہے
ہیں۔ رفاہ عام شیم پریس لاہور میں چھپی ہے۔

رسوم جالبیت۔ تصنیف مولوی نجم الدین صاحب سیوہاری ہے اور خادم التعلیم شیم پریس لاہور
میں چھپی ہے اس کتاب میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے پیشتر کے عربوں کی رسوم وغیرہ کا
مفصل تذکرہ ہے۔ اور ایک قابل قدر کتاب ہے۔ قیمت عمر ۱۶۶ صفحے۔

اپیل کا جواب۔ جہاں تک میں بالفعل کہہ سکتا ہوں سوائے دو چار اجاب کے اور کسی نے میری اپیل کی
طرف توجہ نہیں کی نہ کسی احمدی انجمن کی طرف سے مجھے کسی باقاعدہ کارروائی کی اطلاع ملی ہے سوائے
جماعت سیالکوٹ کے۔ تمام دل اللہ تعالیٰ کے ہی تصرف میں ہیں۔ البتہ جناب منشی غلام رسول صاحب سیالکوٹ
باگپرانہ کی کوشش قابل تذکرہ ہے جنہوں نے اس اپیل کو پڑھ کر ۳۸ خریدار اردو کے اور دو انگریزی کے
جملہ چالیس خریدار بھیجے ہیں۔ جزاۃ اللہ احسن الجزاۃ۔ امید ہے دوسرے اجاب بھی کوششوں میں لگے ہوئے
ہوں گے۔ ہاں اس قدر ظاہر کر دینا ضروری ہے کہ کوئی صاحب چاہیں تو بجائے خریدار بننے کے وہی چنانچہ
میگزین کے لیے دیدیں۔

فہرست چندہ اعانت دہندگان بابت ستمبر و اکتوبر ۱۹۰۶ء

چودھری رستم علی صاحب۔ انبالہ۔ ع۔ منشی محمد لطیف صاحب۔ بنگلہ رستم والہ۔ ۳۔ جماعت جہلم۔ ع۔
لوکل کمیٹی قادیان۔ للوع۔ جماعت شملہ معرفت بابو بکت علی صاحب۔ لاہور۔ بابو عبدالرحمن صاحب۔ شملہ۔ ع۔
بابو پریم داس صاحب۔ راوی پنڈی۔ ۸۔ عمالگیر خان صاحب۔ جیلپور۔ ع۔ بابو محمد صاحب۔ لاہور۔ ع۔

رجسٹرڈ ایل مہر

سید اطہر حسین صاحب - سہرام - للہ - منشی عبدالعزیز صاحب - نائب تحصیلدار - ضلع کانگرہ - عہدہ میاں احمد صاحب - گجرات - عہدہ - منشی محمد علی صاحب - کسولی - عہدہ - جماعت بنارس - سے - بابو برکت علی صاحب - عہدہ - بابو عبدالرحمن صاحب - شملہ - عہدہ - میر اکبر صاحب - عرائض نویس - مردان - صہ - جماعت سیالکوٹ - مفصلہ - للہ - میاں حسین بخش صاحب - سبادہ - سے - چودھری دل محمد صاحب - دھرم کوٹ - رندھاوا - للہ - بابو احمد الدین صاحب - واں - صہ - سید ناصر شاہ صاحب - دوہیل - عہدہ - سید فخر الاسلام - نکودر - ۸ - معرفت منشی عبدالغفور صاحب - کلک گوجرانولہ - سے - (یہ رقم انہوں نے اپنے خرچ سے دورہ کر کے جمع کی) میاں احمد صاحب - دھرم کوٹ - رندھاوا - عہدہ - ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب - لاہور - صہ - سید محمد رفیق صاحب - پکنگ چین - عہدہ - بابو نور الدین صاحب - امرتسر - عہدہ - منشی قائم علی صاحب - بہلول پور - ۴ - بشیر الدین صاحب - حیدر آباد سندھ - میاں السد بخش صاحب - غلام حسین صاحبان - امرتسر - لہ - بابو پریم داس صاحب - راولپنڈی - ۸ - سید ظہور الدین صاحب - راجور - لہ - منشی طفیل احمد صاحب - چندوسی - ۸ - جماعت سمبڑیاں - عہدہ - میاں شہاب الدین صاحب - صرتح - ۸ - منشی رستم علی صاحب - انبالہ - عہدہ - بابو عبدالرحمن صاحب - انبالہ - عہدہ - منشی میران بخش صاحب - انبالہ - عہدہ - ڈاکٹر نعل الدین صاحب - جیندہ - عہدہ - مرزا محمد حسن بیگ صاحب - کامٹہ - ریاست کوٹہ - للہ - جماعت گورال معرفت اکمل آف گو لیکے - عہدہ - مولوی عزیز بخش صاحب - ڈیرہ غازی خان - عہدہ - سید جلال صاحب - بربرہ - عہدہ - ڈاکٹر بشارت احمد صاحب - عہدہ - ایک احمدی طالب علم - ۴ - دولو ساکن - بھینٹی - ۰ - جماعت لاہور معرفت حکیم محمد حسین صاحب - قریشی - لاہور - محمد - خلیفہ رشید الدین صاحب - آگرہ - للہ - مولوی محمد رحمت الدین صاحب - الہ آباد - للہ - شیخ احمد الدین صاحب - سیالکوٹ - لہ - میاں نور الدین صاحب - پورچہ - عہدہ - مرزا سلطان احمد صاحب - میانوالی - للہ -

مدرسہ تعلیم الاسلام

عیدِ فطر - یہ رسالہ احباب کے ہاتھ میں شاید عید کے دو تین دن بعد پہنچے گا۔ اس لیے سب احباب کو اور جملہ احمدی انجمنوں کو توجہ دلائی جاتی ہے کہ عیدِ فطر کے جمع کرنے میں بہت کوشش کریں کیونکہ عید کے ہی دو موقع ایسے ہیں جب مدرسہ کے فنڈ میں ایک ایسی معقول رقم کی ایذا دی ہو سکتی ہے جو اس کے کثیر اخراجات کا مقابلہ کر سکتی ہے۔ اگر سب احمدی احباب توجہ کریں تو اس موقع پر بیس پچیس ہزار روپیہ کا جمع ہو جانا کوئی بڑی بات نہیں۔ عیدِ فطر کا ایک روپیہ فی کس مفروضہ اور ایسے مبارک موقع پر ایک روپیہ کا دینا کچھ بڑی بات نہیں ہے۔ ہاں صاحب وسعت احباب کی خدمت میں التماس ہے کہ ضرورتیں بڑھ گئی ہوئی ہیں۔ وہ ایک روپیہ کو اپنے لیے کافی نہ سمجھیں انکی زیادہ رقم بعض کم و حدت احباب کی کمی کی تلافی کیڑائی ہوگی ضرورت ہے۔ مدرسہ میں تین چار مدد سبب کی ضرورت ہے۔ گریجوایٹ ہوں۔ سینئر یا جونیئر ٹرینڈ ہوں۔ انڈر گریجوایٹ ہوں۔ درخواستیں بنام ہیڈ ماسٹر صاحب مدرسہ تعلیم الاسلام۔

اعلان :- ہر ایک سامان کرکٹ ٹینس فٹ بال و جینٹلک وغیرہ مشہری نظام الدین احمدی شہر سیالکوٹ سے مل سکتے ہیں۔ محل فرست مفت۔